DOHE FARID

دوہے بابا فرید

Price 25 nP.

موہن لعل مالک چاند بکڈپو کھاری باؤلی دہلی

گورُو کی پہچان کیلئے "خدا کے گھر کی یاترا" پڑھیئے۔ قیمت ۶

ادم

دو بھے

یا خریدی

مرتبہ

پریتمی

پرکاشک

منوہر لعل مالک چاند بکڈپو کھاری باؤلی دہلی

(مکتبہ لیمتھو پریس دہلی)

قیمت ۴

اُپدیش گاہوں کا آخری ہتھیار۔ پاگل یا بیماری سے فراغت پانیوالا کہا جاتا ہے

سوُرگ لوک کی سیر کرنے سے پہلے

مہاتما لوگ کہتے ہیں شرع میں رہو۔ مگر جب کھیل کھیلتے ہیں تو شرع کو اُلٹ ہم لوگ اُن کا حکم ماننے کیلئے تیار ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ہمنے سُنا ہوتا ہے گورُو نانک صاحب نے گورُو انگد دیوجی کی پریکشا کے وقت مُردے کو کھانے کا اشارہ کیا اور وہ کراہ پرشاد ہو گیا۔ مگر آج گورُو نانک دیوجی۔ کبیر صاحب اور شاکر جی کی ہستی پیدا لوکرو۔ جب کہتا، کہانیاں اور حکم کے موجب ہم وہ کار اکر لیتے ہیں تو نکلتے ہیں تین کالنے۔ تب مہاتما بھی بھاگتا ہے اور ہم بھی۔ تم کو جب کہا جاوے تو صاف جواب دیدو کہ شرع اور شاستروں کے خلاف نہیں چلیں گے۔ اگر آپنے بھی ماتا، عورت، بچے، یا کسی آدمی کو ختم کر دیا حکم مان لیا تو پچھتانے کے سوا کچھ نہیں ہوگا۔ انکو زندہ کرنے والا پیدا نہ ہوگا۔ اور آپ کی سوُرگ لوک کی سیر دھری دھرائی رہ جائیگی۔ کیونکہ ست جُگ کے وقت ایک اشٹاوکر نکلا۔ مگر آجکل اشٹاوکر کتنے ہیں، یہ کہنا مہاتماؤں کا ہی ہے۔ اور سوامی دیانند کا کہنا ہے۔ دکھاؤ آگ میں ہاتھ ڈالکر۔ میں بھی تو دیکھوں آگ کیسے ٹھنڈی ہوتی ہے؟

از

پریتمی

نوٹ:۔ باہر سے منگوانے والے صاحب ۲/ سے کم کا آرڈر نہ دیں۔

آدم

بابا فریدجی کے دوہے

(۱)

فریدا رتی رت نہ نکلے، جے تن چیرے کوئے
جو تن رتے رب سیتو، تن تن رت نہ ہوئے

فریدجی فرماتے ہیں کہ میرے جسم کو کوئی چیرے تو خون کا قطرہ اس میں سے نہ نکلیگا بھگوان کے رنگ میں جو رنگے ہوئے ہوں۔ اُنکے جسم میں خون کہاں؟

(۲)

فریدا دوہو دیوے بلیندیاں، ملک بہٹھا آئے
کرتھ لیتا گھنٹ لٹیا، دیوڑی گیا بجھائے

فریدجی فرماتے ہیں۔ دو چراغوں کے روشن ہوتے ہوئے بھی موت کا یم دوت سامنے آگیا۔ قلعہ چھین لیا گیا۔ جلتے ہوئے چراغ بجھا گیا۔

(۳)

فریدا کھنڑ میکھاں اگلیاں، جندنہ کائی میکھ
واری آپو آپنی، چلے مثایق شیکھ

دنیا سکار ہے۔ بھگتی کی لائن پر ہی رہو کا ہو رہا ہے

پُرشارتھ کرو۔ نہیں تو روحانی پولیس بہت زور کو ب کریگی۔ لوگ وششٹ 3/1/-

فریدجی فرماتے ہیں ـــــ سلائی گودڑی میں تو ہو رہی ہے۔ زندگی کی کوئی سلائی نہیں۔ بڑے بڑے وقت آنے پر جو اپنا پکا گھر بنائے بیٹھے تھے۔ چھوڑ گئے۔

(۴)

فریدا کوٹھے منڈپ ماڑیاں، سارے بھی گئے
کوڑا سودا کر گئے، کوریں آئے پئے

فریدجی فرماتے ہیں ـــــ محل، قلعے اور بڑی بڑی عمارات بنانے والے چلے گئے۔ مٹی کا سودا کر کے مٹی میں مل گئے۔

(۵)

پاس وٹامے چھت سر، بھری سڈورڑ
جائے سُتے جیہ رمان میں، بیٹھے ایتمان گڑ

فریدجی فرماتے ہیں ـــــ نقارے گونجتے تھے، چھتر سر پر تھے تعریف کے پُل باندھے جاتے تھے۔ وہ مٹی میں اسطرح دفنائے گئے جیسطرح انکا کوئی نہیں۔

(۶)

فریدا کناں آٹا اگلا، اکناں ناہی لون
اگے گئے سنجھاپسن، چوٹا کھاسی کون

فریدجی فرماتے ہیں۔ دنیا میں ایسے بھی ہیں جن کے آٹا بہت ہے کئی ایسے

بھگوان کے ملنے کی تڑپ گوپیوں میں تھی۔ "دیوانی گوپیاں" -/1

اُپدیش گاہوں کو اپنا حساب پبلک کے سامنے رکھنا چاہیئے

ہیں جن کے پاس نمک بھی نہیں۔ آخری وقت میں معلوم ہوگا دُکھی کون تھا؟

(۷)

برہا برہا اکھیئے، برہا توں سُلطان!
فریدا اجت تن برہ نہ اپجے، سو تن جان مسان

فرید جی فرماتے ہیں۔ برہ ایک بادشاہ ہے۔ انسان میں اگر محبّت، پریم نہیں تو وہ ایک طرح شمشان اور قبرستان کی طرح ہے۔

(۸)

فریدا چنت کھٹولا وان دُکھ، برہ وچھان وِلیف
ایہہ ہمارا جیونا توں صاحب سچے ویکھ!

فرید جی فرماتے ہیں — غم الم کی چارپائی میری ہے۔ دُکھوں والی مُنج اور برہ فرقت کا لحاف۔ مالک میرے! دیکھ زندگی میری کیسی بیت رہی ہے۔

(۹)

جوبن جاندے نہ ڈراں جے شوہ پریت نہ جائے
فریدا کیتی جوبن پریت بن سُک گئے کمہلائے

فرید جی فرماتے ہیں۔ جوانی کے جانے سے ہم نہیں ڈرتے۔ مالک کا پیار نہ جائے۔ جوانیاں پیار محبّت کے بغیر کئی سُوکھ گئیں۔

(۱۰)

چھوٹی چھوٹی سبھائیں اپنا حساب اخباروں میں چھاپتی ہیں۔

اُپدیش گاہوں کی سچائی دیکھنی ہو تو وہاں کے رہنے والوں کے منہ بند کر دیکھو

نانی دھوتی سنہی سُتی آئے نیند
فریدا رہی سو بیڑی ہنگ دی گئی کستوری ہنگ

فرید جی فرماتے ہیں۔ نہانے کے بعد سنگار کیا۔ بیفکری کے عالم میں سو گئی کستوری کی خوشبو ہینگ کے سبب چلی گئی۔

تشریح :— عبادت تو کی مگر غرور کی وجہ سے سب چلی گئی

(۱۱)

آج نہ سُتی کنت سیوں انگ مڑے مڑ جائے
جائے پچھوڈو سبھاگنی تم کو رین وہائے

فرید جی فرماتے ہیں۔ پریم کے ساتھ میں آج نہیں سوئی۔ میرا انگ انگ ٹوٹ رہا ہے۔ برہ کے ماروں سے پوچھ، رات تمہاری کیسے گذری۔

مطلب :۔ مالک سے جو لاپرواہ ہیں۔ پتہ نہیں وہ کیسے زندگی گذارتے ہیں۔

(۱۲)

فریدا روٹی میری کاٹھ کی لاون میری بھکھ
جناں کھاوی چوپڑی، گھنے سہن گے دُکھ

فرید جی فرماتے ہیں — لکڑی میری روٹی ہے۔ سبزی میری بھوک ہے۔ جنہوں نے چوپڑی کھائی، دُکھ اُنہیں کو ہی دیکھنے پڑینگے۔

(۱۳)

اُپدیش گاہوں کے جھوٹ پہ نہ چلنے والوں کو نکالا دیا جاتا ہے۔

فریدا شکر کھنڈ نوات گڑ، ماکھیو مانجھ دودھ
سبھے تو مٹھیاں، رب نہ پہنچن تدھ!

فرید جی فرماتے ہیں ـــــ کھانڈ، شکر، گڑ، مصری، شہد سب چیزیں میٹھی ہیں۔ اے مالک! تیری برابری نہیں کر سکتیں۔

(۱۴)

فریدا میں بھولا داگ دامنتا میلی ہو جائے
گہلا روح نہ جانئی۔ سر بھی مٹی کھائے

فرید جی فرماتے ہیں ـــ من ہر وقت دھوکا دیتا ہے۔ اب کہتا ہے تیری پگڑی میلی نہ ہو جائے۔ مورکھ تیرے کو یہ پتہ نہیں۔ سر کو اس مٹی نے ہی کھانا ہے۔

(۱۵)

فریدا گلیئے چکڑ دور گھر نال پیارے نیہہ
چلاں تے بھجے کملی، رہاں تے تتے نیہہ

فرید جی فرماتے ہیں۔ کیچڑ گلیوں میں ہے۔ دور گھر ہے۔ پریم پیاروں کے ساتھ ہے۔ اگر جاتا ہوں کملی میرا بھیگا ہوا ہے۔ رہتا ہوں تو پریم میرا ٹوٹتا ہے۔

(۱۶)

ہم کہانی دھیانی ہے۔ پریم لوگوں کیلئے ہے۔ ہمارے لئے نہیں۔

جا کواری نا چاہاؤ، دیوا ہی تاں نا ملے
فریدا! بہو پچھوتاؤ، وت کنواری نہ تھیئے

کنواری جب تھی مجھے تب شادی کا شوق تھا۔ اب بیاہ ہو گیا، تو جھگڑے پڑ گئے ہیں۔ فرید! اب پچھتانا کیسا؟ دوبارہ کنواری نہیں ہو سکتی۔
مطلب:۔ جب ایشور سے پریم کرنیکی چاہ تھی۔ اب پریم لگ گیا تو پتہ لگا۔ پریم نبھانا بہت کٹھن ہے۔

(۱۷)

کلر کیڑی چھیڑی آئے اُلتھے ہنجھ
چنجو بوڑن نہ پیوں، اڑن سندی ڈنجھ

ہنس کلڑ کے جوہر پر اترے ہیں۔ چونچ پانی میں ڈبوتے ہیں۔ پانی مگر نہیں پیتے۔ اڑنے کی انکو چاہ ہے۔

(۱۸)

ہنس اوڈار کو دھرے پیا لوک وڈارن جائے
گہلا لوک نہ جاندا، ہنس نہ کو دھرا کھائے

باجرے کے کھیت میں ہنس جا بیٹھے ہیں۔ ان کو لوگ اڑانا چاہتے ہیں۔ بے سمجھ یہ خیال نہیں کرتے کہ ہنس باجرہ نہیں کھاتے۔

ماں باپ کی غلطی ماں باپ اور اولاد بھگتتی ہے۔

اُپدیش گاہوں کی سی آئی بڑی کھڑی ہوتی ہے۔ جب کوئی اُپدیشک شکی آدمی آئے۔ تنگ کر کے باہر کرتی ہے

(۱۹)

فریدا خاک نہ نندی اے۔ خاکو جیڈ نہ کوئے
جیوندیاں پیراں تلے، موئیاں اوپر ہوئے

فریدجی فرماتے ہیں، مٹی کو بُرا کیوں کہتا ہے۔ مٹی جیسا اور کوئی نہیں ہے۔ جیتے جی پاؤں کے نیچے ہوتی ہے اور مرنے پر اُوپر ہوتی ہے۔

(۲۰)

فریدا جن لوئن جگ موہیا سے لوئن میں ڈٹھ
کجل ریکھ نہ سہندیاں سے پکھی سوئے بلٹھ

فریدجی فرماتے ہیں جن آنکھوں نے دُنیا کو موہ لیا تھا۔ وہ آنکھیں میری نظر سے گذری ہیں۔ جو موٹے سُرمے کی ریکھ کو برداشت نہیں کر سکتی تھیں۔ اُن آنکھوں میں چیونٹیوں نے گھونسلے بنائے ہوئے ہیں۔

(۲۱)

فریدا کالی جنی نہ راویا، دھولی راوی کوئے
کر سائیں سوں پریڑی رنگ نویلا ہوئے

فریدجی فرماتے ہیں۔ جوانی کے ایام میں جنہوں نے مالک کیساتھ پیار نہیں کیا۔ بڑھاپے میں کیا ہوتا ہے۔ مالک ساتھ تمہارا پریم ہوتا۔ تمہارا نیا رنگ رُوپ ہو

چار جانور ایک کھونٹے سے باندھے جا سکتے ہیں مگر اُپدیشک اور بھگت ایک جگہ نہیں بیٹھ سکتے

نیتی میں رہتے ہوئے آپ کامیاب ہو سکتے ہیں۔ ودر نیتی ۱۲/-

جاتا۔ مالک کے رنگ کی طرح تمہارا بھی نیا رنگ ہو جاوے۔

(۲۲)

دیکھ فریدا جو تھیا، سکر ہوئی دس
سائیں باجھوں اپنے وبدن کہیئے کس

فریدجی فرماتے ہیں۔ جو کچھ ہوا ہے دیکھ۔ شکر تسکین دینے والی ہے۔ آرام دینے والی شیاء زہر بنگئیں۔ مالک کے بنا اپنے دُکھ والم کی داستان کیسے کہوں؟

(۲۳)

فریدا جے تے ماریں مکیاں تنہاں نہ ماریں گھم
آپن ڑے گھر جایئے، پیر تنا دے چم

فریدجی فرماتے ہیں۔ تجھے جو مکے مارے۔ اُس کو مکے سے جواب نہ دے۔ عاجزی کر کے اپنے گھر یعنی مالک کے پاس جایا جاتا ہے۔ اس لئے تو پاؤں اُن کے چوم لے۔

(۲۴)

کجھ نہ سُجھے، کجھ نہ سجے، دُنیا گجھی بھاہ
سائیں میرے چنگا کیتاں نہیں تاں نہیں وجھاں آہ

فریدجی فرماتے ہیں۔ مجھے پتہ نہیں۔ میری عقل میں بھی نہیں آتا۔ دُنیا

آجکل اپنا جھوٹ چھپانے کے لئے اُپدیشک انسانوں کو مرواتے ہیں

چھپی ہوئی آگ ہے۔ میرے پیارے نے ٹھیک کیا۔ ورنہ میں بھی جل جاتا۔

(۲۵)

فریدا در درویسی گاکھڑی جلاں دُنیا بھجت
بھٹھ اُٹھائی پوٹلی کتھے وںجھاں گھٹ

فریدجی فرماتے ہیں۔ پیارے کی در کی فقیری بہت کٹھن ہے۔ دُنیا والے اور ہیں خود چالاکی سے چلتے ہیں۔ فقیری کی گٹھری سر پر اُٹھالی ہے۔ کہاں جاؤں اس کو چھوڑ کر؟

(۲۶)

فریدا سوئی سر ورڈھونڈلے جتھوں لبھی وستھ
چھپر ڈھونڈ سے کیا ہوئے چکڑ ڈوبے ہتھ

اے فرید! اُسی تالاب کو ڈھونڈھ جہاں سے تمہیں نام کی دولت ملی تھی۔ چھپروں اور جوہڑوں میں کیا ملیگا بیتیں۔ یہاں تو تمہارے ہاتھ مٹی اور کیچڑ سے بھر جائیں گے۔

(۲۷)

فریدا ٹھٹھی کنت نے راولوڈی تھی موئی آس
دھن کو کیندی گور میں تے مٹھو نا ملی آس

فریدجی فرماتے ہیں۔ تو جب چھوٹی تھی۔ مالک سے پریم نہ کیا۔ بڑی ہوکر

مرگئی۔ عورت روپی جیو قبر میں وِلاپ کرتی ہے۔ ہائے میں بھگوان کو نہ پاسکی۔

(۲۸)

فریدا سر پلیا داڑھی پلی مُچھاں بھی پلیاں
رے من کالے باورے، مائیں کیا رلیاں

فریدجی فرماتے ہیں۔ داڑھی، سر، مونچھیں سب سفید ہوگئے۔ نادان مدہوش اب بھی رنگ رلیوں میں مست ہے۔

(۲۹)

فریدا منڈپ ماڑیاں ایت نہ لائیے چت
مٹی پئی اتولیں، کوئی نہ ہوسی مت

فریدجی فرماتے ہیں۔ یہ عمارات، محلات، اُونچے اُونچے دیکھ کر مست نہ ہو۔ تم پر مٹی جب پڑیگی، تمہارا پھر کوئی نہ ہوگا۔

(۳۰)

فریدا منڈپ مال نہ لائیے مرگستانی چت دھر
سائیں جائے سمال جیتھے ہے تو ونجناں

فریدجی فرماتے ہیں۔ مایا سے من نہ لگا۔ اُس موت ظالم کا خیال رکھ۔ جس جگہ تُو نے جانا ہے اُس موت ظالم کا خیال رکھ۔

(۳۱)

فریدا صاحب دی کر چاکری دل دی لاہ بھرانڈ
درویشاں نوں نوڑیئے رُکھاں دی جیر انڈ

فرید جی فرماتے ہیں۔ صاف دل ہو کر پیارے کی نوکری کر۔ فقیر درخت کی طرح ہے (سہن کرنے کی طاقت) اپنے دن اسی طرح گزارنے چاہئیں۔

(۳۲)

فریدا کالے بینڈے کپڑے کالا بینڈا ویس
گنہی بھریا میں پھراں، لوک کہن درویس

فرید جی فرماتے ہیں۔ یہ میرے کالے کپڑے ہیں۔ گناہوں سے بھرپور ہوں۔ لوگ مجھے فقیر کہتے ہیں۔

(۳۳)

چل چل گئیاں پنکھیاں جینن وسائے تل
فریدا سر بھریا بھی چلسی تھکے کول اکل

اِس دُنیا سے بڑے بڑے راجے مہاراجے چلے گئے۔ ایکدن یہ دُنیا بھی چلی جاوے گی۔ الیشور کے پیارے دُنیا کی الائش سے پاک رہیں گے۔

(۳۴)

فریدا کتھے تینڈے ماپیا جنہیں توں جنیوں
تین پاسوں اوہ لد گئے توں اجے نہ پتی پیوں

اے فرید! تیرے ماں باپ کہاں گئے۔ جنہوں نے تم کو پیدا کیا ہے تمہارے ہاں سے چلے گئے مگر تمکو اب پتہ نہیں کہ تم نے بھی جانا ہے۔

(۳۵)

فریدا جہہ وہ نال کپیا جے گل کپے چکھ
پلوں نہ اتیں ماریے سہاں نہ اِتی دُکھ

فرید جی فرماتے ہیں۔ جس دن میری نال کاٹی گئی تھی۔ اگر میری گردن کاٹ لیتے تو اِتنے جھگڑے نہ ہوتے۔

(۳۶)

جبن چلن رتن سے سُنیر بہہ گئے
ہیڑے منتی وہاء سے جانی چل گئے

فرید جی فرماتے ہیں کہ آنکھیں۔ کان۔ دانت، پاؤں بڑھاپے کی وجہ سے کمزور ہو گئے۔ جسم رونے لگا کہ آہ! میرے پیارے مجھے چھوڑ گئے۔

(۳۷)

(۳۷)

فریدا پنکھ پراہنا ، وتی سہاوا باگ
لونبت وجی مچھ سیون چلن واکر ساج

فریدجی فرماتے ہیں۔ دُنیا ایک خوبصورت باغ ہے۔ جیو روپی پنچھی چند روز کے مہمان ہیں۔ بُلاوے کے ترکے میں کوچ کا نقارہ بج رہا ہے۔ تم اس دُنیا سے جانے کے لئے بستر اگول کرو۔

(۳۸)

فریدا رات کھنوڑی ونڈی لے سُتیاں ملے نہ بھاؤ
جتاں نین نندرا ہے ، تتاں ملن کو آؤ !!

فریدجی فرماتے ہیں ـــــ کستوری رات کو بانٹی جاتی ہے۔ جو سوتے ہیں اُن کو خوشبو تک نہیں ملتی ۔ نیند کی وجہ سے جن کی آنکھیں بند ہیں کستوری اُنکو کس طرح ملے ؟

(۳۹)

فریدا میں جانیا دُکھ مجھ کو دُکھ سبائی اے جگ
اُچے چڑھ کے دیکھیا ۔ تاں گھر گھر ایہا آگ

فریدجی فرماتے ہیں ـــــ میں خیال کرتا تھا دُکھی میں ہوں ۔ مگر غلط ہے۔ سارا سنسار ہی دُکھی ہے۔ ہر گھر میں دُکھ کی اگنی جل رہی ہے۔

(۴۰)

ہم دوسروں کو کہتے ہیں کہ جانے کیلئے بستر اگول کرو ۔ ہمکو اپنا خیال نہیں

فریدا اتنی نکی جنگل اے تھل ڈونگر بھئی اُوم
آج فریدا کو جڑا سے کو ہاں تھی اوم

فریدجی فرماتے ہیں ـــــ چھوٹی چھوٹی ٹانگوں سے کئی وادیاں جنگل گھوم آیا ہوں ۔ بڑھاپے کیوجہ سے نزدیک پڑا ہوا کوزہ بھی موت نظر آتا ہے۔

(۴۱)

فریدا جنگل جنگل کیا بھویں دن کنڈا موڑ میہہ
وسی رب ہیالی اے جنگل کیا ڈھونڈ میہہ

فریدا ! تو جنگل میں کیوں پھرتا ہے ؟ خاردار کانٹوں کو توڑ رہا ہے ۔ مالک تو تیرے اندر ہے ۔ جنگل میں پھر کیا ڈھونڈ رہا ہے۔
(خزانہ تمہارے اندر دبا پڑا ہے۔ اس کو نکالنے کے لئے جس کو پتہ ہو اس مہاپرش کے پاس جاؤ)

(۴۲)

فریدا جالب تانیہہ کیا ، لب تاکوڑا نیہہ
کچر جھت لنگھائی اے چھپر ٹٹے میہہ

فریدجی فرماتے ہیں کہ لالچ اگر ہے ، پیار پھر کس طرح ہو سکتا ہے ؟ لالچ ہو تو جھوٹا پریم ہے۔ ٹپکنے والے چھپر کے اندر بیٹھکر کتنا عرصہ گذارہ جا سکیگا ؟

(ختم شد)

بیوپار اور فقیری دونوں ایکساتھ نہیں چل سکتیں

Mr Thakur Singh
Gen Secy
Baba Farid Memorial Society
Faridkot (Punjab)

ਦੋਹੇ ਬਾਬਾ ਫਰੀਦ ਜੀ

دوہے بابا فرید

آزاد بک ڈپو۔ ہالبازار۔ امرتسر

price 75 P.

ہندوؤں کی متبرک معارمک اور روحانی کتابیں

بالمیکی رامائن قیمت دو روپیہ	تلسی رامائن قیمت
مہابھارت قیمت دو روپے	شریمد بھاگوت قیمت دو روپیہ
شریمد بھگوت گیتا قیمت دو روپے	یوگ وششٹ قیمت دو روپے
وچار ساگر قیمت دو روپیہ	بھگتی ساگر کلاں قیمت ایک روپیہ
روحانی کہانیاں قیمت ایک روپیہ	بھگت مال قیمت دو روپیہ ۱ آنہ
راجپوتی راجستھان قیمت دو روپیہ	پریم ساگر قیمت دو روپے
شیو پران قیمت دو روپیہ	درگا پاٹھ قیمت ایک روپیہ
چانک راج نیتی قیمت ۱ روپیہ ۲ آنے	ودر نیتی قیمت ایک روپیہ

ملنے کا پتہ:۔ موہن لال پروپرائٹر چاند بکڈپو کھاری باؤلی دہلی

(جملہ حقوق بحق پبلشرز محفوظ ہیں)

دوہے بابا فریدجی

ارتھ سہت

مترجم

ٹھاکر دت لعل ورمن

پبلشرز

موہن سنگھ مالک آزاد بکڈپو

ہالبازار۔ امرتسر

قیمت ——— پچاس پیسے

(کھنہ لیتھو پریس دھلی)

شری بابا فریدجی کے دوہے

(۱)

فریدا رتی رت نہ نکلے جے تن چیرے کوئے
جو تن رتے رب سیاں تن تن رت نہ ہوئے

ارتھ:- فریدجی کہتے ہیں۔ کہ میرے شریر کو اگر کوئی چیرے تو اس میں سے ذرا بھی خون نہ نکلے گا۔ بھگوان کے رنگ میں جو رنگے ہوئے ہیں۔ ان کے شریر میں خون کہاں؟

(۲)

فریدا دو ہوں دیوے بلیندیاں ملک بہہ ٹھائے
کڑھ لیتا گھٹ لٹیا ڈبوڑے گیا بجھائے

ارتھ:- فریدجی کہتے ہیں دو بیگھوں کے پرکاش کے ہوتے ہوئے بھی موت کا بھوت سامنے آ گیا۔ ڈرگ میجین لیا۔ گھر ڈوب رہے جاتے ہوئے دیپک بجھا گیا۔

(۳)

فریدا کھنڑا ایں کھاں اگلیاں جندن کائی
میکھ وار و آپو اپنی چلے تمہارک سنگ

ارتھہ۔ فرید جی کہتے ہیں۔ سلائی گدڑی میں تو ہو رہی ہے۔ جیون کی کوئی سلائی نہیں۔ بڑے بڑے وقت آنے پہ جو اپنا پکا گھر بنا بیٹھے تھے۔ چھوڑ کر چلے گئے۔

(۴)

فریدا کوٹھے منڈپ ماڑیاں ساڑے بھی گئے
کوڑا سودا کر گئے۔ گور سے آئے چٹے

ارتھہ۔ فرید جی کہتے ہیں۔ دیا ساد۔ ڈرگ اور بڑی بڑی اٹاریاں اور محل بنانے والے چلے گئے۔ مٹی کا سودا کر کے مٹی میں مل گئے۔

(۵)

پاس دمامے چھت سر میری سنڈارڑ
جائے سُتے جیران میا تھئے انیماں گڈ

ارتھہ۔ فرید جی کہتے ہیں۔ قنارے گر گئے تھے۔ چھتر سر پہ تھے پر سنتا کے پھول باندھے جانے تھے۔ میں میں اس پہ کام دتا ہے گئے رہے۔ پر کام ان کا کوئی نہیں۔

(۶)

فریدا اکناں سہ ٹا اگلا اکناں ناہی نون
اکے گئے سجھاپ سن چوٹاں کھا سی کون

ارتھہ۔ فرید جی کہتے ہیں۔ کہ سنسار میں ایسے بھی بہت ہیں۔ جو کے آٹا بہت ہے۔ کئی ایسے بھی ہیں۔ جن کے پاس نمک تک بھی نہیں ہے انتم سماں میں کیا بن ہوگا۔ کہ دُکھی کون تھا۔

(۷)

بہا بہا آکھیئے بہا تو سُلطان!!
فریدا جتن بہانہ اتھے سوتن جان سماں

ارتھہ۔ فرید جی کہتے ہیں۔ کہ بہا ایک بادشاہ ہے۔ انسان میں بدی یہ یم نہیں۔ تو وہ ایک شمشان سماں ہے۔

(۸)

فریدا چنت کھٹولا وان دُکھ برگ وچھاون لیف
ایہ ہمارا جیونا تو صاحب سچے ویکھ

ارتھہ۔ فرید جی کہتے ہیں۔ کہ چنتا میری چارپائی ہے۔ دُکھ میرا وان ہے۔ اور لحاف براہ والی ہے۔ میرے مالک دیکھ جیون میرا کیسے بتیت ہو رہا ہے۔

(۹)

جوبن جاندے نہ ڈرا جے شوہ پریت نہ جائے
فریدا کیتی جوبن پریت بن سُک گئے کملائے!

ارتھہ۔ فرید جی کہتے ہیں۔ جوبن کے جانے سے ہمیں ڈر نہیں پر بھو کا

کا پریم و عبادے۔ جوبن پریم کے بنا کئی سوکھ گئے

(۱۰)

نہاتی دھوتی سن بہی مستی آئے نہ جنہ
فریدا ہی سو بیڑی ہنگدی گئی کتھوری گندھ

ارتھ:۔ فرید جی کہتے ہیں۔ کہ نہانے کے بعد سر نگار کیا۔ اور نشچیت ہو کہ سو گئی۔ کستوری کی خوشبو ہنگ کے کارن سے چلی گئی۔ مطلب یہ۔ کہ بھگتی کا تو نہی۔ مگر وہ ابھیمان کے کارن سے چلی گئی۔

(۱۱)

اج نہ سُتی کنت سیوں انگ مُڑے مُڑھائے
جائے پچھوں دوہاگنی تُم کو رین وِہائے!

ارتھ:۔ فرید جی کہتے ہیں۔ پریتم کے ساتھ سج میں نہیں سوئی۔ میرا انگ انگ ٹوٹ رہا ہے۔ یہ کی ناریوں سے پوچھ۔ رات تمہاری کیسے گذری۔ مطلب یہ! کہ جو پریتم سے لاپروا ہیں۔ پتہ نہیں وہ اپنا جیون کس پرکار گذارتے ہیں۔

(۱۲)

فریدا روٹی میری کاٹھ کی لاون میری بھکھ
جناں کھاہی چوپڑی گھنے سہن گے دُکھ

ارتھ:۔ فرید جی کہتے ہیں۔ لکڑی میری روٹی ہے بھوک سبزی ہے۔ جنہوں نے چوپڑی کھائی۔ دُکھ انہیں کو ہی اُٹھانے پڑیں گے۔

(۱۳)

فریدا شکّر کھنڈ ناوت گُڑ ماکھیو ماجھا دُودھ
سبھو ستو مٹھیاں رَبّ نہ پہُچن تُدھ!

ارتھ:۔ فرید جی کہتے ہیں۔ کھانڈ۔ شکّر۔ مصری۔ گُڑ۔ شہد۔ سب چیزیں میٹھی ہیں۔ ہے پربھو میری تیری برابری نہیں کر سکتیں۔

(۱۴)

فریدا میں جانیا وہ پگدا مت میلی ہو جائے!
گھلا رُوح نہ جانئے سر بھی مٹی کھائے

ارتھ:۔ فرید جی کہتے ہیں۔ من ہر وقت دھوکا دیتا ہے۔ اب کہتا ہے۔ تیری پگڑی میلی نہ ہو جائے۔ مورکھ تجھ کو یہ معلوم نہیں کہ اس سر کو آخر مٹی نے ہی کھانا ہے۔

(۱۵)

فریدا گلیئے چکڑ دُور گھر نال پیارے نیہوں!
چلاں تاں بھجے کلی۔ رہاں تے تے نیہوں

ارتھ:۔ فرید جی فرماتے ہیں۔ کیچڑ گلیوں میں ہے۔ گھر دُور ہے اور پھر بارش

گھر دُور ہے اور پھر بارش بھی ساتھ ہے اگر جاتا ہوں۔ تو کمی بھیگتی ہے۔ اور اگر رہتا ہوں۔ تو پیمانہ ٹوٹتا ہے۔

(۱۶)

اِنی نکّی جنگل اے تھل ڈونگر بھی اُوم
آج فریدا کو جڑائے کوہاں تھی اوم!

ارتھ:۔ فریدی کہتے ہیں۔ چھوٹی چھوٹی ٹانگوں سے کئی وادیاں کئی جنگل گھوم آیا ہوں۔ بڑھاپے کی جو جھریوں سے نکٹ پڑا ہوا بھی مرتبہ دکھائی دیتا ہے

(۱۷)

فریدا جنگل جنگل کیا بھوئیں۔ ون کنڈا موڑیہہ
وستی رب ہیالی اے جنگل کیا ڈھونڈھیہہ

فریدا تُو جنگل میں کہیں پھرتا ہے۔ خاردار کانٹوں میں کہیں الجھ رہا ہے۔ تیرا پیارا تیرے اندر ہے۔ جنگل میں پھر کیوں ڈھونڈ رہا ہے

(۱۸)

فریدا جالب تا نہہ کیا لب تا کوڑا مینہہ
کچرک جھٹ لنگھائے چھپر ٹوئے مینہہ

ارتھ۔ فریدی کہتے ہیں۔ لالچ بری ہے۔ پریم پھر کسطرح ہو سکتا ہے لوبھ ہی تو متھیا پریم ہے۔ ٹپکنے والے چھپر کے بھیتر بیٹھ کر کتنا

سماں وقتیت کیا جا سکے گا۔

(۱۹)

فریدا خاک نہ نندیئے خاکو جیڈ نہ کوئے
جیوندیاں پیراں تلے مُویاں اُوپر ہوئے!

ارتھ:۔ فریدی کہتے ہیں مٹی کو بُرا کیوں کہتے ہیں۔ مٹی جیسا کرتی اور نہیں ہے۔ جیتے جی پیروں کے نیچے ہوتی ہے۔ اور مرنے پر اپنے اوپر ہوتی ہے۔

(۲۰)

فریدا جن لوئن جگ موہیا سے لوئن میں ڈٹھ
کجل ریکھ نہ سہندیاں سے پکّی سوئے پلٹھ!

ارتھ:۔ فریدی کہتے ہیں۔ جن آنکھوں نے سنسار کو موہ لیا تھا۔ وہ آنکھیں کئی حالتوں سے گذری ہیں۔ جو موٹے سُرمے کی روک کو نہ سہہ سکتی تھیں۔ اُن کی آنکھوں میں جیو نیشوں نے بل بنا رکھے ہیں۔

(۲۱)

فریدا کالی جنی نہ راویا دھولی راوے کوئے
کہ سائیں سیو پہ ہڑی رنگ نویلا ہوئے!

ارتھ:۔ فریدی کہتے ہیں۔ جوانی کے دنوں میں جنہوں نے پیار کے

ساتھ یہ یم نہیں کیا۔ بڑھاپے میں کیا ہوتا ہے۔ تمارا نیا روپ
ہو جاتا ہے۔ پیر بھوکے رنگ کے سمان تمارا بھی نیا رنگ ہو جائے گا۔

(۲۲)

ویکھ فریدا جو تھیا شکر ہوئی وس
سائیں باجھوں اپنے ویرن کہیے کس

ارتھ:۔ فریدجی کہتے ہیں۔ جو کچھ ہوا ہے۔ دیکھ سنتوش دینے والا
ہے۔ سکھ دینے والی وستوئیں وش بن گئیں۔ نیا پیر بھوکے اپنی
دکھ اور کمزوری کہانی کس سے کہوں۔

(۲۳)

فریدا جے تن ماران مکیاں تناں نہ ماریں گھم
آپنڑے گھر جایئے پیر تیناں دے جیم!

ارتھ:۔ فریدجی کہتے ہیں۔ تجھے جو مکے مارے اس کو مکے سے جواب
نہ دے۔ بنتی کر کے اپنے گھر ارتھات پیر گیگے کے پاس جایا جاتا ہے
اور ان کے پیر چوم لے

(۲۴)

کجھ نہ بجھے کجھ نہ سیجھے دنیا گجھی بھاہ!
سائیں میرے چنگا کیتا نہیں تاں بھی وجھا آہ

ارتھ:۔ فریدجی کہتے ہیں۔ مجھے پتہ نہیں۔ میری سمجھ میں بھی نہیں آتا۔
سنسار چھپا ہوا ہے۔ میرے پیر تم نے ٹھیک کیا ہے۔ ورنہ میں بھی
جل جاتا۔

(۲۵)

فریدا در درویسی گا کھڑی چلا دنیا بھت
نیدا اٹھائی پوٹلی کیتھے. بھنا گھت

ارتھ:۔ فریدجی کہتے ہیں۔ پیر تیم کے در کی فقیری بہت مشکل ہے سنسار
والے اور سدیم میں جالا کی سے چلتے ہیں۔ فقیری کی گٹھڑی سر پہ اٹھائی
ہے۔ اس کو چھوڑ کہ کہاں جاؤں۔

(۲۶)

فریدا سائیں سر وور ڈھونڈ تے جھلوں لبھی وتھ
چھپڑ ڈھونڈ کیا ہوئے۔ چکڑ ڈوبے ہتھ!

ارتھ:۔ ہے فریدا! تم سر وور کو ڈھونڈو۔ جہاں تمہیں نام روپی
دھن ملے۔ چھپڑوں اور جوہڑوں میں تمہیں کیا ملے گا۔ یہاں تو
تمہارے ہاتھ مٹی اور کیچڑ سے بھر جائیں گے۔

(۲۷)

فریدا نڈھی کمنتن رکھیو وڈی تھی مالی آس
دھن کھوکیدی گور میں تے شوہ نہ ملی آس!

ارتھ۔ فرید جی کہتے ہیں۔ تو جب چھوٹی تھی تو اس سے پریم نہ کیا۔ اور بڑی ہو کر مر گئی۔ استری جیو روپی تبر سے کاٹ کرتی ہے۔ کہ ہائے میں اس کو رکھ نہ پا سکی۔

(۲۸)

فریدا سر پلیا داڑھی پلی مونچھاں بھی پلیاں
رے من کلے یار لے کیا مانے رلیاں!

فرید جی کہتے ہیں۔ سر کے کیش اور داڑھی اور مونچھیں سب سفید ہو گئیں اے مورکھ اب بھی رنگ رلیاں منانے میں مست ہے۔

(۲۹)

فریدا کوٹھے منڈپ ماڑیاں اِن نہ لائیئے چت
مٹی پوسے اُتوں تلیں کوئی نہ ہوسی مِت

ارتھ۔ فرید جی کہتے ہیں کہ یہ محل ماڑیاں اونچی اونچی دیکھ کر مست نہ ہو۔ تم پر مٹی جب پڑے گی۔ تمہارا پھر کوئی نہ ہوگا۔

(۳۰)

فریدا منڈپ مالن لائیئے مرگستانی چت دھر
سائیں جائے سمال چتھے ہے توں وِنجنا!

ارتھ:۔ فرید جی کہتے ہیں۔ مایا سے من نہ لگا۔ اس آتما چاری مورت کا دھیان رکھ۔ جس جگہ پر تم نے جانا ہے اس جگہ کا دھیان کر۔

(۳۱)

صاحب دی کر چاکری دل دی لاہ بھرانڈ
دریشاں توں لوڑیئے رکھاں دی چرانڈ!

ارتھ۔ فرید جی کہتے ہیں۔ من کو پوتر کرکے پرم کی نوکری کر۔ فقیر درخت کی طرح سہن کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اپنے دن اس طرح گذارنے چاہئیں۔

(۳۲)

فریدا کالے مینڈھے کپڑے کالا مینڈھا ویس
گناہی بھریا میں پھریں لوک کہن درویس!

ارتھ۔ فرید جی کہتے ہیں۔ یہ میرے کپڑے کالے ہیں۔ اور میں گناہوں سے بھرا ہوا ہوں۔ لوگ مجھے سنت کہتے ہیں۔

(۳۳)

فریدا جے جاناں تل تھوڑا سمھل رک بھری
جے جاناں سوہ نڈھڑا۔ تاں تھوڑا مان کری

ارتھ:۔ فرید جی کہتے ہیں۔ یدی مجھے پتہ ہوتا کہ سو اس روپی تل تھوڑے

ہیں۔ تو سوچ وچار کر پولیگ میں لاتاہ اگر میں جانتا۔ کہ میرا سوچ بہت چھوٹا ہے تب میں بہت ہی کم ابھیمان کرتا۔

(۳۴)

جے جانا لڑ چھجناں پیڈی پائیں گنڈھ
تلے جے وڈیں ناہیں کو سنب ٹوٹھا ہتھ لمھ

ارتھ:۔ اگر میں جانتا۔ کہ یہ دامن کھل جانے والا ہے۔ تو کس کو گانٹھ لگاتا ہے۔ میرے سوامی میں نے سارا سنسار گھوم کر دیکھ لیا ہے تیرے برابر مجھے کوئی دکھائی نہیں دیتا۔

(۳۵)

فریدا جے تُوں عقل لطیف کالے لکھ نہ لیکھ
آپنڑے گھر دیان میں مُنہ نیوال کر ویکھ!

ارتھ:۔ فرید جی کہتے ہیں۔ کہ اگر تو اچھی عقل والا ہے۔ تو بُرے کام نہ کر۔ اپنے گھر دیان میں مُنہ ڈال کر دیکھ کہ تو کیا کماتا ہے

(۳۶)

فریدا جاتُوں کٹھن دیں ناتُوں رتا ڈونی سیوُں
مرگ سوائی نہنہ جاں کھبڑیا تاں لدیا!

ارتھ:۔ فرید جی کہتے ہیں۔ اے انسان جب تیرا کوئی کا سمان نہ

تو سنسار میں پھنسا رہا۔

(۳۷)

ویکھ فریدا جو تھیا ڈاڑھی ہوئی چُوڑ
اگا نیڑے آ گیا پچھارہ گیا دُور

ارتھ:۔ فرید جی خود کہتے ہیں۔ کہ فرید دیکھ جو کچھ ہوا ہے۔ ڈاڑھی سفید ہو گئی ہے۔ موت نزدیک آ گئی ہے۔ بال مستقا بہت پیچھے رہ گئی ہے۔

(۳۸)

فریدا اکھیں ویکھ پتیاں سُن سُن رینہ کن
ساکھ پکیندی آ گیا ہیڑ کو سیندی من

ارتھ:۔ فرید جی کہتے ہیں۔ آنکھیں دیکھ دیکھ کر کمزور ہو گئی ہیں۔ اور کان سُن سُن کر بہرے ہو گئے ہیں۔

(۳۹)

فریدا کوُ کیندیاں جا کیندیاں تھی وینہ یاں نت
جو شیطان دیا گیاں سے کیت کھڑن چیت!

ارتھ:۔ ہے فرید جن کو سمجھایا بھی جاتا ہے۔ جن کو اُپدیش بھی دیا جاتا ہے۔ جن کو بدھی بھی دی جاتی ہے۔ اُن کو بدی

غلیان پچھ بہر فٹ کردے۔ تو وہ اپنا من مت کیطرت یا سجائی کیطرت کسطرح لگا سکتے ہیں۔

(۴۰)

روکھی سوکھی کھا کے ٹھنڈا پانی پی
نہ ویکھ پرائی چوپڑی نہ ترسائیں جی!

ارتھ:- فرید جی کہتے ہیں۔ روکھی سوکھی کھا کر اور شتیل جل پی لینا چاہیئے۔ دوسروں کے اچھے کھانوں کو دیکھ کر اپنا من نہیں ترسانا چاہیئے۔

(۴۱)

سا وہرے ڈھائی نہ لوے سے اراناہیں تھاؤں
پہ وانڑاں نہ پوچھیئے۔ دھن سہاگن ماؤں!

ارتھ۔ سسرال اور پیکے مزامی (پہ پھوٹ) کہتے ہیں۔ جیکہ پہنچ سے بھی اونچے ہیں۔ وہی سہاگن ہے جو پہ پھوٹ کو کھاتی ہے۔

(۴۲)

فریدا چار گھنوڑا یا مہنڈ کے چار گنو ایا سم
لیکھا رب نے منگیا توں آئیوں کیہڑے کم

ارتھ:- فرید جی اپنے آپ کو کہتے ہیں۔ کہ ہے فرید تو نے چار پہر گلوم کہ گنوا دیئے ہیں۔ اور چار پہر سو کہ گنوا دیئے۔ الغرض جب مجھ سے حساب مانگے گا۔ کہ تو سنسار میں کس کام کے لئے گیا تھا تو کیا جواب دے گا۔

(۴۳)

فریدا در دروازے جائیکے ڈٹھا گھر مایال
ایہہ ندو شتا ماریئے ہم دوشتاں دا کی حال

فرید جی اپنے آپ کو کہتے ہیں۔ کہ اے فرید! تو نے دروازے پر جاکر گھر والی کو کیا دیکھا ہے۔ اس نردوش کو جب اتنا مارا جاتا ہے۔ تو پھر ہم پاپی سادھیوں کا کیا حال ہوگا!

(۴۴)

گھڑیئے گھڑیئے ماریئے پہر پہر لیے سجائے
سوہیڑا گھر یالی جیوں دکھی رین وہائے!

کئی اسے لیتے ہوئے مرگئے۔

(۴۴)

فریدا چار گھنوڑا یا مہنڈ کے چار گنو ایا سم
لیکھا رب نے منگیا توں آئیوں کیہڑے کم

ارتھ:- فرید جی اپنے آپ کو کہتے ہیں۔ کہ ہے فرید تو نے چار پہر گلوم کہ گنوا دیئے ہیں۔ اور چار پہر سو کہ گنوا دیئے۔ الغرض جب مجھ سے حساب مانگے گا۔ کہ تو سنسار میں کس کام کے لئے گیا تھا تو کیا جواب دے گا۔

(۴۴)

فریدا در دروازے جائیکے ڈٹھا گھر مایال
ایہہ ندو شتا ماریئے ہم دوشتاں دا کی حال

فرید جی اپنے آپ کو کہتے ہیں۔ کہ اے فرید! تو نے دروازے پر جاکر گھر والی کو کیا دیکھا ہے۔ اس نردوش کو جب اتنا مارا جاتا ہے۔ تو پھر ہم پاپی سادھیوں کا کیا حال ہوگا!

(۴۵)

گھڑیئے گھڑیئے ماریئے پہر پہر لیے سجائے
سوہیڑا گھر یالی جیوں دکھی رین وہائے!

(۴۶)

فریدا یہ وشن گندلاں دھریا کھنڈ ملواڑ
اکو راہ دے رہ گئے اکو راہی گئے اجاڑ

ارتھ۔ ہے فرید یہ وشنی ڈالیاں کھانڈ سے لپٹی ہوئی ہیں۔

ارتھ۔ اگھڑ مال کو پہ تیک گنڈے کے پشچات بیٹا جاتا ہے۔ اور اس
پہ کالہ رُکھوں سے کھیرا شریر یہ رات گذارا کرتا ہے۔

(۴۶)

بُڈھ مڑا ہویا شیخ فرید کمنن لگی دیہہ
جے سَو وریاں جیوناں بھی تن ہوسی کھیہہ

ارتھ۔ فرید جی کہتے ہیں۔ کہ میں بُوڈھا ہو گیا ہوں میرا شریر
کانپنے لگ گیا ہے۔ اگر میں سَو برس زندہ رہوں۔ تب بھی اس جسم
نے مٹی میں مِل جانا ہے۔

(۴۷)

جاں کنواری تاں چاؤ ویاہی تاں اولے
فریدا ایہو پچھتاؤ وت کواری ناں تھیئے

ارتھ۔ جب کنواری تھی۔ تب مجھے بیاہ کا چاؤ تھا۔ اب جوبن بیت
گیا ہے۔ تو جھُرّیاں پڑھ گئے ہیں۔ ہے فرید! اب یہ پچھتاوا ہے۔
کہ دوبارہ کنواری نہیں ہو سکتی۔ مطلب یہ کہ پہلے الٰہی در سے پریم کرنے
کا چاؤ تھا۔ اب جبکہ پریم ہو گیا ہے۔ تو گیان ہوا ہے۔ کہ پریم کو
نبھانا کٹھن ہے۔ ؛

(۴۸)

جو سر سائیں نہ نِوے سو سر کیجے کائے
کُتے بیٹھ چلائیے بالیں سن دی تھائے

ارتھ۔ فرید جی کہتے ہیں۔ کہ سر پر کفر کے آگے نہیں جھکنا۔ اُسے
ہاتھی کے میتھے لکڑی کی جگہ پہ جلا دینا چاہیئے۔

(۴۹)

جیت دہاڑے دھن وری سہے لئے لکھائے
مالک جو کنیں سُنیدا مُنہ ولیکھا لے آئے!
جنڈ نمانی کنڈ ہیٹھ ڈھاں کوہ کھڑکا لئے!
سہاہے لکھے چلنی جنڈو کو سمجھائے!
جیندو ستی مرن ورس جاسی پرنائے!
اچی ستھیں جوال کے کے گل لگے دعائے!
والوں نکی پل صراط کنیں نہ سنائے!
فریدا کیڑ تیں پوندی اے کھڑا ناں آپ مہاوے

الرتھا۔ جس دن استری کا بیاہ ہوتا ہے وہ دن پہلے ہی لکھا ہوا ہے۔ وہ جس کے سمپدھ میں سنتے تھے۔ کہ آکر مکھ دکھاتا ہے۔ اس سے یہ آتما استھیوں کو توڑ کر شریر سے نکل جاتی ہے۔ ہے منش اس جیون کو سمجھ کہ لکھا ہوا وقت ٹل نہیں سکتا۔ اس آتما (جیتی) کی مرتیو (موت) بیاہ کر کے لے جائے گا۔ ہے نر یہ اپنے ہاتھوں آتما کی مرتیو کے ساتھ بھیجنا۔ اب تو کس کے گلے لگے گا۔ پل صراط تو بالوں سے بھی باریک ہے۔ اس کی آواز تو نے اپنے کانوں سے نہیں سنی۔ تجھے بلایا جا رہا ہے تو کھڑا کھڑا اپنے آپ کو نہ لٹائے جا +

(۵۰)

فریدا کالی دھولی صاحب دا سدا ہے جے کوچت کرے
اپنا لاہیا پریم نہ لگئی جے لوچے سب کو!

ارتھ:- گورو امرداس جی بابا فرید کو اوپدیش دیتے ہیں کہ ہے فریدا! جوانی کے دنوں میں گیانوان بننا ہی مل سکتا ہے۔ اگر کوئی گیان کے ساتھ لو لگائے۔ ہر ایک کی خواہش ہے۔ کہ میں گیان سے پریم کروں۔ لیکن یہ پریم خود ہو نہیں سکتا۔ کیونکہ یہ پریم پربھو کا چیلا ہے جس کو چاہے دیوے ۔ +

(۵۱)

فریدا تھیو پواہی دجھے سائیں گوڑہی سبھ

اِک جھجّے پیالا ڑہی تا سائیں دے دیدار ہیں

ارتھ:- فرید جی کہتے ہیں:۔ کہ تو مارگ کا گھاس ہو جا۔ اگر تو یہ کہے کہ ساکشات دیکھنا چاہتا ہے۔ تو پیروں کے تلے روندا جا تیرے ٹکڑے ہو جائیں۔ پھر تو پربھو کے دوار پر سے گذر سکے گا۔ ارتھات تو الپشور کی شرن میں جا سکے گا +

(۵۲)

فریدا راتیں وڈھیاں دُھک دُھک اُٹھن پاس
دِھرگ تناں دا جیوناں جنہاں پرائی آس!

ارتھ:- اے فرید! یہ راتیں لمبی ہیں کہ وہیں بدل بدل کر سپلیاں بھی درد کرنے لگ جاتی ہیں جو پرائی آس پر جیتے ہیں۔ اُن کے جینے پر دھکار ہے +

(۵۳)

فریدا جے میں ہوندا واریا متاں بیڑیاں
بیڑا جلے محبوبھ جیو اُوپر انگارا!

ارتھ:- اے فرید! اگر میں اپنے گھر میں آئے ہوئے دوستوں سے کچھ چھپا کر رکھتا ہے۔ تو یہ میرا جسم انگاروں پر جلے

(۵۴)

فریدا لوڑے واکھ بجوریاں کِکر بیجے جٹ

ہتھڑ ہے اُن کتائیدہ پوّدا لوڑے پٹ

ارتھ:۔ اگر جاٹ کیکر کا بیج بوتا ہے۔ تو پھل چاہتا ہے۔ پہننے کیلئے ریشم۔ ارتھات کام تو کرتا ہے بُرا اور پھل چاہتا ہے۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے۔

(۵۵)

بھیجو سیتجو کملی اللہ بہ سو مینہ

ہا ہلاں تناں سجناں ٹُٹے نہ نہینہ!

ارتھ:۔ بھگوان کی اور درشا ہوتی۔ اگر لوئی بھیگتی ہے۔ تو بھیگنے دو۔ میں اپنے پیا سے ملوں گی۔ میرا پریم نہ ٹوٹے

(۵۶)

سوہرے پئی اے کنت کی کنت اگم اتھاہ

نانک سو سوہاگنی جو بھاوے بے پرواہ

ارتھ۔ سسرال اور میکے پریکھیہ کے ہیں۔ جو کہ پہنچ سے اونچے ہیں۔ وہی سہاگن ہے جو کہ پریکھیہ کو پا جاتی ہے۔

(۵۷)

فریدا بار پرائے بیٹھاں ساہیں مجھے دیہہ

جے تُوں ایویں رکھسیں جیوں ہریوں لیہہ

ارتھ:۔ فرید جی کہتے ہیں۔ کہ ہے پربھو مجھے برگا نے دوار پر نہ بیٹھنے دے۔ اگر تم نے مجھے اسی طرح سے ہی رکھنا ہے تو میری ایسی شری کر دے۔

(۵۸)

کنڈھ کہاڑا سر گھڑا بن کے سیہ لوہار

فریدا ہوں لوڑی سی اپنی تو لوڑے انگیار

ارتھ۔ کنڈھے پر کلہاڑی ہے۔ سر پر پانی کا گھڑا ہے۔ ایک لوہار بن کے سر پر کھڑا ہے۔ فرید جی کہتے ہیں۔ میں تو پریکھیہ کو ڈھونڈھ رہا ہوں اور تو انگیار سے ڈھونڈ رہا ہے۔

(۵۹)

فریدا دیکھ کیا موہ جے لیا جے سر تھیا تلاہ

کپاہے اڑ کاغذ سے لیے گئے کوئی لاہ
منڈ سے مل کہ بیٹھیاں اہیہ سجائے بیاہ

ارتھ:۔ ہے فرید دیکھ کپاس۔ تل۔ الیچ۔ کاغذ۔ ہانڈی اور کڑاہو کے ساتھ کیا یہ تاڑ کیا گیا ہے۔ جو لوگ بُرے کام کرتے ہیں۔ اُن کو اسی پاپ کارمے دنڈ ملتے ہیں۔

(۶۰)

فریدا کن مُوسلا سو کیہگل دِل کاتی گھروات
باہر دے چاندنی دِل اندھیری رات!

ارتھ:۔ ہے فرید کنڈے یہ موسلا ہے۔ من میں تینچی ہے باہر پرکاش ہے۔ اور اندر اندھکار ہے۔

(۶۱)

ایہہ تن سبھ درت ہے رت بن تن نہ ہوئے!
جو سوہ رتے اپنے تن کو کبھ رت نہ ہوئے
بھئے پیئے تن جیون ہوئے رت وچوں ہوئے!
جو لبنتر دھات سُدھ ہوئے تیوں ہر کا لعل ہوئے

دُرمت میل گوایئے
نانک تے جن سوہنے جورتے ہر رنگ لائے

ارتھ:۔ گورو امرداس جی کہتے ہیں۔ کہ یہ شریر بنا ستر پرماتما کے بنا شریر نہیں ہو سکتا۔ جو اپنے پربھو کے رنگ میں رنگے ہوئے ہیں۔ اُن کے شریر میں خون نہیں ہوتا۔ وشیوں کے ڈنڈے میں شریر چھین ہو جاتا ہے۔ اور اس میں لوبھ کا رکت نکل جاتا ہے۔ اُسی پرکار گیان دُشٹ بدھی کو کاٹ دیتا ہے۔ ستری گورو نانک دیو جی کہتے ہیں۔ کہ وہ لوگ جو سُندر ہیں اُس اشور سے پریم کر کے اُسی کے پریم میں رنگے ہوئے ہیں۔

(۶۲)

فریدا کوٹھے دُھکن کیتڑا پر نِندڑی نور
جو ویہہ لدھے کانوے گئے ولاڑ دلور!

ارتھ:۔ کوٹھے پر کتا دوڑ رہا ہے۔ تو پربھو کو دُور کر۔ یہ جوگنتی کے دن تجھے ملے تھے۔ یہ تو اُنے دوڑنے دوڑانے میں ہی دیہہ تھک دیئے ہیں۔

(۶۳)

فریدا منڈپ مالن لایئے مرگ ستانی جت دھر
سائیں جائے سمال جنھے ہے تو وینجنا!

ارتھ :۔ ہے فرید! دھن سے مت من لگا۔ اور موت کو یاد رکھ اور اُس استھان کا خیال رکھ۔ جہاں تو نے جانا ہے۔

(۶۴)

فریدا جنہیں کمیں نا نہوگوں تے کمڑے وسار
مت نثر مندہ تھی ہی سائیں دے دربار!

ارتھ :۔ جن کاموں سے کوئی لابھ نہیں۔ انہیں بھلا دینا چاہیئے۔ کیونکہ کہیں یہ کھوٹے کے دربار میں جا کر اپنے دُشٹ کرموں کے کارن شرمندہ نہ ہونا پڑے۔

(۶۵)

نتی توے نہ پلوے جے جل ٹنی دے
فریدا ڈوہاگن رنڈی جھوڑ مریندی جھوڑ دے

ارتھ :۔ ہے فریدا! سوامی نے جسے تیاگ دیا ہے۔ وہ ہمیشہ افسوس کرتی رہتی ہے۔

(۶۶)

کلر کیدی چھپڑی آئے اُتھے ہنج!
چیکھو بیڑن نہ پیویں اُڑن سندی ڈھنجیہ

ارتھ :۔ کلر کے جوہڑ پر ہنس اُترے ہیں۔ چونچیں ڈبوتے ہیں۔ مگر پانی نہیں پیتے۔ ان کو اڑانے کی خواہش لگی ہوئی ہے۔

(۶۷)

ہنس اُڈاریا کوڈھر پیا لوگ وڈارن جائے
گہلا لوک نہ جاندا ہنس نہ کوئی کھائے

ارتھ :۔ ہنس اُڈ کر ہا جیرے کے کھیت میں جا بیٹھا ہے۔ لوگ اس کو اڑانا چاہتے ہیں۔ مگر وہ مورکھ نہیں جانتے۔ کہ وہ ہا جرا نہیں کھاتا

(۶۸)

چل چل گئیاں پکھیاں جنہیں لسائے تل
فریدا سر بھریا بھی چلسی تھکے گول اکل

ارتھ :۔ اس ناشوان سنسار سے بڑے بڑے راجے مہاراجے بھی چلے گئے یہ سنسار بھی ایک دن چلا جائے گا۔ مگر بھگوان کے پریمی کنول کے پھولوں کی طرح اس جگت میں پوتر رہیں گے۔

(۶۹)

فریدا اِٹ سرہانے بھوئیں سیں کیڑا لڑیو پاس

کیتڑیاں جگ والیرے اکت پیا پاس

ارتھ:- ہے فرید سرہانے اینٹ پڑی ہے۔ زمین پہ سونا ہے جسم کے ماس کو کیڑے کھا رہے ہیں۔ کھگوان اس پہ کار کتنے تمہیں بیت گئے۔

(۷۰)

فریدا بھنی گھڑی سروں موے ٹٹی ناگہ لج
عزرائیل فرشتہ کے گھر ناٹھی اج

ارتھ:- ہے فرید سندر رخ یہ کا گھڑا پھوٹ گیا ہے اور سانسوں کی رسی بھی ٹوٹ گئی ہے۔ ابادت کے بعد کس گھر کا مہمان بنے گا۔

(۷۱)

فریدا بے نمازا کتیاں ایہہ نہ بھلی ریت
کبھی چل نہ آیا پنجے وخت سیت

ارتھ:- فرید جی کہتے ہیں۔ کہ اے بے نماز کتے تیرے لئے یہ اچھا نہیں۔ جو کہ تو پانچ وقت کی نماز پڑھنے کے لئے مسجد میں نہیں آتا۔

(۷۲)

اٹھ فریدا اج ساج صبح نماز گذار!
جو سر سائیں نہ نوے سو سر کپ اتار

ارتھ:- اے فرید اٹھ۔ صبح کی نماز پڑھ۔ جو سر کھگوان کے آگے نہیں جھکتا۔ اس کو کاٹ دینا چاہیئے۔

(۷۳)

فریدا کتھے تیرے ماپیا جنہاں تو جنیو
تیں پاسوں اوہ لد گئے توں اجے نہ تنیو

ارتھ:- ہے فرید جنہوں نے تجھ کو پیدا کیا تھا۔ وہ تیرے ماں باپ کہاں گئے۔ وہ تیرے پاس سے چلے گئے۔ لیکن مجھے ابھی تک یقین نہیں ہے۔ کہ تو نے مرنا ہے

(۷۴)

فریدا امس میدان کہ لوئے بیٹے لاہ!
اگے مول نہ آوسی دوجک سندی بھاہ

ارتھ:- ہے فرید من کو سم تل کر دے۔ وہم کہ من سے نکال دے ایسا کرنے سے تو دوزخ میں نہ ڈالا جائے گا۔

(۷۵)

فریدا خالق خلق میں خلق وسے رب ماہیں

مندا کسنوں آکھیئے جاتس بن کوئی ناہیں

ارتھہ۔ ہے فرید الیتو را لیتو رسنسار میں بستا ہے۔ اور سنسار بھگوان میں۔ جب بنا الیتو رکے کچھ بھی نہیں۔ تب بُرا کس کو کہا جائے۔

(۷۶)

فریدا جیہہ دیہہ نالا کوپیا جے گل کپے چکھ
نیون نہ اِتی معالے سہاں نراتی دُکھ!

ارتھہ:۔ فرید جی کہتے ہیں۔ کہ جس دن میری نال کاٹی گئی۔ اس دن اگر میرا گلا بھی کاٹ دیتے۔ تو اتنے جھگڑے کبھی نہ پڑتے

(۷۷)

وین چلن زنن سے سیئر بہہ گئے
ہیڑے مُن دھاہ سے جانی چل گئے

ارتھہ۔ دانت آنکھیں کان اور پیر بڑھاپے کے کارن کمزور ہو گئے جسم رونے لگا۔ کہ ہائے میرے پیارے چلے گئے۔

(۷۸)

فریدا بُرے دا بھلا کر غصہ من نہ ہنڈائے

دیہی روگ نہ لگئی پلے سب کچھ پائے

ارتھہ:۔ فرید جی کہتے ہیں۔ کہ بُرے آدمی کے ساتھ بھی بھلائی کر۔ غصہ بالکل نہ آنے دے۔ ایسا کرنے سے تیرا شریر سوستھ اور سا تھ رہے گا۔ اور تجھے سب کچھ مل جائے گا۔

(۷۹)

فریدا پنکھ پیراوہنا دُنی سُہاوا باغ
نوبت وَجی صبح سیوں چلن کرنج ساج

ارتھہ۔ اے فرید! یہ سنسار ایک سندر پھلواڑی ہے۔ اس میں جیو روپ پنچھی رہتا ہے۔ صبح سے جانے کی نوبت بج رہی ہے۔ تو یہاں سے اب جانے کی تیاری کر۔

(۸۰)

فریدا رات کستوری ونڈیئے سُتیاں ملے نہ بھاؤ
جن ین نیندراولے تناں ملن کو آؤ!!

ارتھہ:۔ ہے فرید رات کو کستوری بانٹی جاتی ہے۔ مگر سونے والے کو خوشبو تک بھی نہیں ملتی۔ کیونکہ جن کی آنکھیں نیند کیوجہ سے بند ہیں اُن کو کستوری کیسے ملے۔

(۸۱)

فریدا میں جانیاں دُکھ مجھ کو دُکھ سبھائے جگ
اُچے چڑھ کے دیکھیا گھر گھر ایہا اگ!

ارتھ:۔ ہے فرید میں نے سمجھا کہ میں ہی دُکھی ہوں۔ لیکن نہیں یہ سارا سنسار ہی دُکھی ہے۔ ہر گھر میں دُکھوں کی آگ جل رہی ہے۔

(۸۲)

فریدا کھوہم رکھا دلی منجھ وسولا رگ!
جو جن پیر نواز ہے تنہاں آپنج نہ لگ

ارتھ:۔ ہے فرید یہ زمین ٹیڑے آدمی کی دیکھے والی ہے۔ لیکن یہ ایک مٹی سے بھرا باغ ہے۔ لیکن جن پر گورو کی کرپا ہے۔ اس کو یہ ٹھوکر نہیں لگتی ہے۔

(۸۳)

فریدا عمر سہاوڑی سنگ سنہیڑی دیہہ
ورلے کئی پائین اَن بناں پیارے نیہہ

ارتھ:۔ ہے فرید دیہ گھ عمر ہے۔ سندر شریر ہے۔ اس پر انیک سے

پریم کرے۔ ایسا کوئی کوئی ہوتا ہے۔

(۸۴)

کندھی دھن نہ ڈھاہ توں بھی لیکھا دیونا!
جدھا رب رجائیے بہن تداوں گنو کمے

ارتھ:۔ ہے ندی۔ تو کناروں کو نہ گرائے جا۔ تو نے بھی لیکھا دینا ہے۔ جس کی طرف پرماتما کی اچھیا ہو۔ ندی کا پانی اسی طرف کو ہی بہتا ہے۔

(۸۵)

فریدا دُکھاں سیتی ڈینہہ گیا سُولاں سیتی رات
کھڑا پکارے پاتنی ویڑا کیر بات!

ارتھ:۔ دن دُکھ میں بیتا۔ رات تڑپتے ہوئے گذری۔ ملاح پکار رہا ہے۔ کہ نادر منجدھار میں ہے۔

(۸۶)

لمبی لمبی ندی بہے کنڈھیں کیرے ویت
بیڑے توں کیر کیا کرے جے پاتن ہے سچیت

جو جو وجے ڈیہڑا سو عمر لتھ یون

ارتھ:- الشور نے کھجوروں کو پکا دیا ہے۔ امرت روپی مدھ کی ندیاں بہہ رہی ہیں۔ جو جو دن بیتتا جا رہا ہے عمر تمام الوہار کم ہوتی جا رہی ہے۔

(۹۰)

فریدا تن سک پنجر تھیا لیاں کھونڈی کاگ
جے سوریہ باڈھیو ویکھ نیڈے دے بھاگ

ارتھ:- ہے فرید! شریر سوکھ کر پنجر بن گیا ہے۔ نلیوں میں کوے چونچیں مار رہے ہیں۔ کمتش کے کھاگ دیکھئے ابھی تک الشور نہیں ملا۔

(۹۱)

کاگا کرنگ ڈھڈولیو سگلا کھائیو ماس!
ایہ دوئے نیناں مت کھیڑلو پیا ملن کی آس

ارتھ:- ہے کوے تو نے میرا سارا شریر نوچ نوچ کر کھا لیا ہے۔ کمتش دیکھ ان دو آنکھوں کو نہ کھا۔ کیونکہ مجھے پریتم کے ملنے کی آس لگ رہی ہے۔

(۹۲)

ارتھ:- لمبی اور گہری ندی کناروں کو دیکھنے کیلئے بہتی ہے۔ کنوتیدی ناوک سچیت ہیں۔ تو پھر لہریں کیا کر سکتی ہیں۔

(۸۷)

فریدا گلیں سو سجن وہی اک ڈھٹھے وی نہ لاہ
دیہا جیویں ملیا کارن تینہاں ماپری!

ارتھ:- ہے فرید! باتوں سے تو کئی سجن مل جاتے ہیں۔ کنتو ڈھونڈ لینے سے ایک بھی نہیں ملتا۔ میں اپنے پریتم کے راہ میں کانٹوں کے سمان دہک رہا ہوں۔

(۸۸)

فریدا ایہہ تن بھوکنا نت نت ویکھے کون
کتن ایجے دے رہا۔ کتی وگے پون!

ارتھ:- ہے فرید! شریر کتے کے سمان ہے۔ اور اسی کی طرح کھوج تک رہا ہے۔ سدا کون دکھی ہے۔ اس لیے میں نے اپنے کانوں میں کپڑا ٹھونس رکھا ہے چاہے کتنی بھی آندھی آئے۔ میں نہیں سن سکتا۔

(۸۹)

فریدا رب کھجوری پکیا ماکھیا نہیں دہن

کاگا چونڈ نہ پنجرا لیسے ناں اُڈر جائے!
جیں پنجرے میرا شوہ لیسے ماس تدوں کھائے

ارتھ:۔ ہے کوّے چونچیں مار مار کر میرے شریر کے پنجرے کو نہ کھا یدی میرا پیارا پنچھی اس میں ہے۔ تو تو اُڑ جا کیونکہ جس پنجرے میں میرا پیا رہتا ہے۔ اُس پنجرے کو نہ کھا۔

(۹۳)

فریدا گور نمانی سد کڑے نگھیں پا گھر آؤ
سر پر ہتھے آؤنا مرلوں نہ ڈراؤ

ارتھ:۔ ہے فرید! قبر کے قربان جاؤں۔ جو آواز دیتی ہے۔ کہ تم اپنے گھر آؤ۔ انت میں تم نے میرے پاس ہی آنا ہے مجھ سے کہیں ڈرتے ہو۔

(۹۴)

اہنی لوئیں دیکھدیاں کیتی چل گئی
فریدا لوکا آلپا اپنی میں اپنی پئی

ارتھ:۔ کتنے ہی لوگ اس سنسار سے چلے گئے۔ سب کو اپنی اپنی

پڑی ہوئی ہے اور مجھے بھی اپنی پڑی ہے۔

(۹۵)

آپ سواری میں ملے ملیاں سکھ ہوئے
فریدا جے توں میرا ہوریں سبھ جگ تیرا ہوئے

ارتھ:۔ فرید جی کہتے ہیں کہ اشور کہتا ہے۔ کہ یدی تو اپنے کو بھلا دیا ہے تو پھر تو مجھے مل سکتا ہے۔ مجھے ملنے سے سکھ ہوتا ہے اگر تو میرا ہو جائے۔ تو ساری دنیا تیری ہو جائے گی۔

(۹۶)

کندھی اُتے رُکھڑا کچڑ بنے ویر
فریدا کچے بھانڈے رکھیئے کچرتا ہیں نیر

ارتھ:۔ ندی کے کنارے پر درخت کتنی دیر ٹھہر سکتا ہے۔ کچے برتن میں جل کتنی دیر رکھا جا سکتا ہے۔

(۹۷)

فریدا محل کسیں کھن رہ گئے واسا جائے جل
گوراں سے نمانیاں بین روہ حال مل
آکھیں سیخا بندگی چلن آج کہ کل

ارتھ۔ فرید جی کہتے ہیں۔ کہ پیاسا اور خالی ہوں۔ قبر میں واس ہو گیا ہے۔ اب الیشور کا بھجن کرو۔ کیونکہ آج یا کل یہاں سے جانا لازمی ہے۔

(۹۸)

فریدا موتے وا بنا آیو سے جیو دریا وڈھاوڑھا
اگے دوجک تپیا سنیئے ہوں پوے کا ہاہا!
اکناں نوں سم سو جھی آئی اک پھر ویلے پرواہ
عمل جے کیتا دُنی وچہ سے دیہے اگا ہا!

ارتھ:۔ ہے فرید! موت کا کٹن رد ایسا دکھائی دیتا ہے۔ جیسے کہ کناروں کو گراتا ہوا دریا اور سنتے ہیں کہ آگے تپ کی آگ چل رہی ہے اور وہاں ہاہا کار مچی ہوئی ہے۔ کیونکہ کو تو سمجھ آگئی ہے۔ اور کئی پچھے پچھتاوا ہیں۔ جو کام اس سنسار میں کیئے ہیں۔ دیوگیان کے گھر جا کر ہی کھشی ہوں گے۔

(۹۹)

فریدا دریا دے کنے بگلا بیٹھ کلول کرے
کھیل کریندے سمجھ دوں چنتے باج پیئے
باج پیئے تس ریڈے کھیلاں وسارباں
جو من چیت نہ چیت سن سو گالی رب کیاں

ارتھ:۔ فرید جی کہتے ہیں۔ کہ ندی کے کنارے بیٹھا ہوا بگلا کلول کرتا ہے۔ اس کا کلول کرتے ہوئے بگلے پر باز آ جھپٹا۔ بھگوان کا بھیجا ہوا باز جب آ جھپٹا۔ تب بگلے کو سارے کھیل کھول گئے جن کا وچار تک نہ تھا۔ ایسی ہیں الیشور کی باتیں۔

(۱۰۰)

ساڈے ترے سن دیہوری چلے پانی اں
آیو بنا ونی وچہ دت آسونی بن!
ملک الموت جا آوسی سب دروازے بھن
تناں پیاریاں بھائیاں اگے ونا ئن!
ویکھو نیڑا چلیا جھوں جنیں دے کن
فریدا عمل جے کیتے وان وچہ درگاہ آوے کم

ارتھ فرید جی کہتے ہیں۔ کہ منش کا یہ بھاری بھرکم شریر پانی کے سہارے چلتا پھرتا ہے۔ منش سنسار میں کئی پاپ کاری خواہشوں کے روپ میں آیا ہے۔ جب یم دوت نے آنا ہے۔ تب سب دروازے توڑ کر چار بھائیوں کے کندھے پر سوار ہو کر جاتا ہے۔ منش کے تت کرم آگے چل کر کام آئیں گے۔

(۱۰۱)

فریدا رُت پھری وَن کمبھیا پَت جھڑیا ہے
چالے کنڈاں ڈھونڈیاں رہن کتھاؤں ناہے

ارتھ:۔ فرید جی کہتے ہیں۔ کہ بڑھاپا آن پہنچا ہے۔ جوانی چلی گئی ہے۔ انگ کمزور ہو گئے ہیں۔ اپنی طرف سے بچانے کے ٹپے تین کئے۔ کنتو ایسا نہ ہو۔ یہ دکھائی نہیں دیتا۔

(۱۰۲)

فریدا ہُو واں رتی نہ بکشیاں جنگل جیاں واس
کنکے چگن تھل بسن رب نہ چھوڑن واس

ارتھ:۔ فرید جی کہتے ہیں۔ کہ میں اُن بکشیوں پہ قربان جاؤں۔ جو کہ کند مُول کھا کر جنگل میں رہتے ہیں اور الشید کا بھجن کرتے رہتے ہیں۔

(۱۰۳)

فریدا پاڑ پٹولا دھیج کہ میں کمبلڑی پہرائیو
جنے ویسے شوہ ملے۔ سہی ویس کریئو

ارتھ:۔ ہے فرید کپڑے پھاڑ دوں اور کفن پہن لوں۔ جس ویش سے الشید ملے وہی بھیس کر لوں۔

(۱۰۴)

کاہے پٹولا پاڑئی کمبلڑی پہرے!
نانک گھر ہی بیٹھیاں سو ہی ملے جے نیت راس کرے

ارتھ:۔ اوپر کت شلوک کا جواب دیتے ہوئے شری گورو امر داس جی کہتے ہیں۔ کہ کپڑے پھاڑنے کی کوئی ضرورت نہیں۔ یدی انتہ کرن شدھ ہے۔ تو الشید گھر بیٹھے ہی مل جائے گا۔

(۱۰۵)

فریدا گرب جناں و ڈیاں دھن جوبن سا گاہو
خالی چلے دھنی سیوں پٹے جیون کن ہاہو

ارتھ:۔ گرب اور ابھیمان کے پتلے الشید کے بندے اُسی پر کار سے خالی جاتے ہیں۔ تن پر کا سے اُونچے ٹیلے سے درشا

(۱۰۶)

فریدا تِناں مکھ ڈراؤنے وسا لیونا ں
اتھے دُکھاں گھریا۔ اگے ٹھور نہ ٹھاؤں

ہے فرید! جنہوں نے بھگوان کا نام بھلا دیا ہے۔ اُن کے مُکھ بھیانک ہیں۔ وہ اس سنسار میں دُکھ اُٹھاتے ہیں۔ اور الشید کے گھر بھی اُن کے لئے کوئی جگہ نہیں ہے۔

(۱۰۷)

فریدا وچھلی راتنے جاگیو جیونند دار لویو
جے تہی رب وسار یا تہی رب نہ وسر لویو!

ارتھ:۔ ہے فرید! بدی تو یہ اتنہ کالی یہ ہم ہوردت میں ارتھ نہیں تو تو زندہ ہوتا ہوا بھی مردے کے سمان ہے۔ بدی تو نے شیور کو بھلا دیا ہے۔ کنتو شیور نے تجھے نہیں بھلایا۔

(۱۰۸)

فریدا کنت رنگاولا لڑا بے محتاج
اللہ سنتی ژیاں ایہ سچا وساج!

ارتھ:۔ اے فرید! وہ شیور بڑا ہی بے پرواہ ہے۔ اس میں لین دین کا ہی سچا سادھن ہے۔

(۱۰۹)

فریدا دکھ سکھ اک کر دل تے لاہ وکار!
اللہ بھاوے سو بھلا تاں لیکھے دربار

ارتھ:۔ اے فرید! دکھ اور سکھ کو ایک جیسا خیال کر کے جو کچھ گیان کو یاد کرتا ہے۔ وہی اچھا ہے۔

(۱۱۰)

فریدا دنی وجائی وحیدی تو بھی وچے نال

سوئی جیو نہ وحیا جس اللہ کرداسار

ارتھ:۔ سنسار نقل کرنے والا ہے۔ اور تو بھی کچھ گیان جس پرکار کرتے ہیں۔ وہ نقل نہیں کرتا۔

(۱۱۱)

فریدا دل رتا اس دنی سو دہن کتے کم
مثل فقراں گا کھڑی سو پئے پور کرم!

ارتھ:۔ من سنسار میں رہتا ہے۔ کنتو یہ سنسار کسی کام کا نہیں فقیروں کی مریادہ بڑی کٹھن ہے۔ یہ سنتا کھگتی سے کہی پراپت ہوتی ہے

(۱۱۲)

پہلے پہرے پھلڑا پھل بھی پچھاں رات
جو جاگن لہن سے سائی کنوں وات!

ارتھ:۔ رات کے پہلے پہر پھول لگتا ہے۔ پچھلے پہر پھل پراپت ہوتا ہے۔ جو جاگتے ہیں۔ وہ شیور سے نام دھن پراپت کرتے ہیں۔

(۱۱۳)

واتیں صاحب سندیاں کینا چلے تس نال!
اک جاگندے نہ لہن اکناں سنیاں دے اٹھال

ارتھ:۔ دین الشیور کا ہے۔ اور مالک کے ساتھ کوئی زحد نہیں چلتا ایک تو جاگتے ہوئے ہی اُس کے آخیر باز سے رہتے ہیں اور ایک ایسے ہیں کہ جن پہ وہ سوتے ہوئے اپنے آخیر والوں کے سنگھوں کی درشا کرتا ہے۔

(۱۱۴)

سیا منجھ کھان اے صبر کا ہنڑو
صبر سنداباں خالق خلقانہ کہیں!

ارتھ:۔ اس میں ستوش کا ہی تبر ہے۔ اور ستوش کا ہی کھان ہے جو کہ الشیور بھی کبھی خالی نہیں جانے دیتا۔

(۱۱۵)

ڈھونڈیندے سہاگ کو تن کائی کوہ
جاں ناؤں سہاگنی تناں جھاکن ہور!

ارتھ:۔ ہے سہاگ کی بات کرنے والی تیرے شریر میں کوئی دوش اوگنیہ ہے کیونکہ جس کا نام سہاگن ہے اس کے پاس بھلا اپنے پتی کے اتر اکت دوسرے کی بات چیت کرنے کیلئے وقت کہاں ہے

(۱۱۶)

صابر انند صابری تن ایویں جالے
ہو نر یک خدا وے کھتین کیدے

ارتھ:۔ ستوشی ستوش میں ہی اپنے شریر کو جلاتا ہے۔ اور اسی پرکار الشیور کے تو دیپک ہو جاتا ہے۔ کنتو کبھی کسی کو نہیں تپاتا۔

(۱۱۷)

صبر راہیو سوآوے تُوں نند اور دوہ کریں
دودھ تھیوے دریاب ٹُٹ نہ تھیوے وارڈا

ارتھ:۔ فرید جی کہتے ہیں۔ کہ صبر کا یہ لابھ ہے کہ یدی تو پورن روپ سے ستوش کرے۔ تو ندی بن جائے گا۔ ہمیں تو چھوٹا سا نالہ بن کر رہ جائے گا۔

(۱۱۸)

تن تیے تنور جیوں بالن ہڈ بلن!
پیری تھکاں سر جلاں جے میں پریم ملن

ارتھ:۔ یہ شریر تنور کے سمان ہے ہڈیاں لکڑی کے سمان جلیں۔ پیروں سے تھک کر لاچار ہو جاؤں۔ تو سر کے بل چلوں۔ یدی مجھے پریتم ملے۔

(۱۱۹)

فریدا ورو ورو ویشی نگا کھڑا جیو پڑی پریت
اگن کنے چلائیے درویشاں دی ریت!

ارتھ:۔ ہے فریدا! فقیری کا مارگ بہت مشکل ہے ایسی تلوار کی دھار جیسی فقیروں والی ریت یعنی راہ پر چلنا ہو۔

تن نہ تپائے تنور جیوں بالن ہڈ بال
سر پیرنی کیا پھرنا اندر پیری نہال

ارتھ:۔ تندور کے سمان تاپنے کی تپتا ہڈیوں کو ایندھن کے سمان جلانے کی ضرورت نہیں۔ تیرے سر اور پیروں تلے کیا بگاڑا ہے تو اپنے الیشور کو اپنے اندر دیکھ۔

(۱۲۱)

ہوں ڈھونڈنیدی سجناں منڈے نال
نانک الکھ نہ لکھیئے گور مکھ دے نال

ارتھ:۔ شری گورو نانک دیو جی کہتے ہیں کہ میں الیشور کو ڈھونڈتا پھرتا ہوں۔ کنتو الیشور میرے ساتھ ہے۔ وہ نہ لکھے جانے والا سوامی لکھا نہیں جا سکتا۔ کوئی الیشور کا پیارا ہی اُسے دیکھ سکتا ہے۔

(۱۲۲)

ہنسال ویکھ تریندیاں لگاں آیا چاؤ
ڈُب موئے بگ بپڑے سر تل اوپر پاؤ

ارتھ:۔ بھگت رُوپی ہنسو کو تیرتا ہوا دیکھ کر پاکھنڈیوں کو بھی تیرنے کا شوق چرایا۔ مگر نتیجہ کیا ہوا۔ کہ وہ ڈوب کر مر گئے۔ اُن کے سر نیچے اور ٹانگیں اوپر ہو گئیں۔ اے فرید! ایسے گندم نما جَو فروشوں کا یہی حال ہوا کرتا ہے۔

(۱۲۳)

مَیں جانیا وڈ ہنس ہے تاہیں کیتا سنگ
جاتاں بگ بپڑا جنم نہ بھیڑی انگ

ارتھ:۔ مَیں نے سمجھا کہ یہ کوئی بڑا ہنس ہے۔ اس لیے مَیں اس کے ساتھ ہو گیا۔ بدی میں جانتا۔ کہ یہ پاکھنڈی ہے۔ تو مَیں عمر بھر اس کے نزدیک نہ جاتا۔

(۱۲۴)

فریدا اک دن ایسا آوسی جنگل ہوسی رات
اُپرے ہیل وگن گھنواں چگن گھاس!

ارتھ:۔ فرید جی کہتے ہیں۔ اے فرید! ایک دن ایسا بھی آوے گا۔ جبکہ تیرا شریر فنا ہو جاوے گا۔ اور تو رات کے وقت بے یار و مددگار جنگل میں ہوگا۔ اور افسوس کرے گا۔ کہ کاش مَیں نے کوئی نیک کام کیا ہوتا۔ تیرے اوپر بیل چلیں گے اور گھاس اُگ آئے گی۔ گھوئیں چریں گی۔ تیرا نام و نشان مٹ جاوے گا۔

(۱۲۵)

کیا ہنس کیا بگلا جاکو ندر کرے
جے تس بھاوے نانکا کاگہ ہنس کرے

جس کو الیشور کرپا درشٹی کرے وہ خورد بگلا ہے تب بھی ہنس ہی لگتا ہے

ستگورو جی فرماتے ہیں۔ اگر اُسے منظور ہو تو کوّے سے ہنس کر دے

(۱۲۶)

سرور نکھی ہکیڑو پھاہی وال پچاس
الیہہ تن لہری گڈ تھیا سچے تیری آس

ارتھ:- سنسار روپ سمندر کے کنارے ایک جیو روپ پنچھی کے پکڑنے کیلیے (پچاس پھاہی والی) شکاری ہیں) یہ شتریہ وراثت سے گرو تھا ہوا ہے۔ ہے سچے صاحب اب مجھے تیری ہی آس ہے۔

(۱۲۷)

کون سو اکھر کون گن کون سو منیاں منت
کون سو ویسو ہو کری جت دس آوے کنت

وہ اکھر (حرف) کونسا ہے۔ اور وہ وصف کونسا؟ اور وہ منی منتر کون سا ہے؟ جس کے ورلیہ پتی (پرمیشور) بس میں آتا ہے جو آپ بتاؤ گے۔ میں وہی کروں گی۔

(۱۲۸)

نون سو اکھر کھون گن جہا منیاں منت
الیہہ ترے بھینے ویس کر تا دس آوی کنت

نمرتا (عاجزی) شبھ اکشر ہے کھون دہن شکتی گن ہے زبان سے میٹھا بولنا منی منتر ہے۔ اے بھینی! یہ تینوں سادھن

دھارن روپ دیس کر لو۔ تب پتی بس میں آجاوے گا۔

(۱۲۸)

مست ہووی ہوئے ایاناں۔ تان ہووے ہوئے تنانا
اَن ہووے آپ ونڈائے۔ کوئی ایسا بھگت سدائے

عقل کے ہوتے ہوئے انجان بن کے رہے اور زور آور ہوتے ہوئے طاقت سے ہین ہو کے رہے۔ اپنے پاس نہ ہوتے بھی بانٹ کر کھائے۔ جو کوئی ایسا ہوگا۔ وہی بھگت کہلوا سکتا ہے۔

ختم شد

ہر قسم کی کتابیں ناول۔ قصے۔ کہانیاں
و دیگر دھارمک کتب ہر زبان میں منگوانے
کیلئے پتہ ہمیشہ یاد رکھیں
موہن سنگھ مالک آزاد بکڈپو
ہال بازار۔ امرتسر
(کھنہ لیتھو پریس دہلی)

اوم

نور ہی نور

یعنے

کبیر دوہاوں

ہماری کتابیں ایسی اُپدیش گاہوں سے
نہ ملیں گی جنہیں اپنی سچائی پر شک ہے

موہن لعل مالک چاند بکڈپو
کھاری باؤلی دہلی

(کوہ نور پریس دہلی)

فقیر کبیر

فقیروں کی دُنیا بہت ہی حسیں ہے
حسیں اس قدر رنج اس میں نہیں ہے
اگر کوئی مسکن خوشی کا کہیں ہے
یہیں ہے یہیں ہے یہیں ہے یہیں ہے

جب دُنیا اندھیرے میں ہوتی ہے تو بھگوان کی رحمت جوش میں آتی ہے اور وہ ایسی ہستی کو دُنیا میں بھیجتی ہے جس سے دُنیا کو تسکین ہو۔

کبیر صاحب کی ایک مسلمان نے پرورش کی۔ مگر ان کے گورو شری رامانند جی تھے اور کبیر رام نام میں لین تھے۔ گھر والے بہت ہی ناراض ہوتے تھے۔ مگر عاشق سُنتے کب ہیں؟

الزام ہم پہ کیس لئے عشق بتاں کے ہیں
اس گھر کے ہم نہیں ہیں تو کہئے کہاں کے ہیں
کافر ہیں ہم ضرور اگر عشق کفر ہے
عاشق ہم ایک سانورے بانکے جواں کے ہیں
اللہ کرشن رام وخدا ایزو واحد یہ
اور لاکھوں نام اسی جان جاں کے ہیں
ساکار بھی ہے نراکار بھی وہی!
باہم فضول جھگڑے یہ اہل زباں کے ہیں

بھگوان کے پیارے دُنیا سے کب ڈرتے ہیں؟ جب کرتا دھرتا نے اپنے مُنہ سے نقاب اُتار لیا ہو اور سینے سے لگا لیا ہو۔

پبلشر

جنہوں نے پڑھ کر کبیر صاحب کی کتاب کو پسند فرمایا

ادم

کبیر دوہاولی

لُوٹ سکے تو لُوٹ لے رام نام کی لُوٹ
پیچھے پھر پچھتاؤ گے جب پران جائیں چھوٹ

ارتھ:-
کبیر داس جی کہتے ہیں کہ ہے پرانی! بھگوان کے نام کی لُوٹ چاروں طرف مچی ہوئی ہے اگر لُوٹنا چاہتا ہے تو لُوٹ لے۔ جب وقت نکل جائے گا تو پچھتائے گا۔ یعنی جب تیرے پران نکل جائیں گے۔

پانچ پہر دھندے گیا تین پہر گیا سوئے
ایک پہر ہری نام بن مُکتی کیسے ہوئے

ارتھ:- آٹھ پہر میں سے پانچ پہر کام دھندے میں کھو دیئے اور تین پہر سو کر گذار دیئے۔ تم نے ایک پہر بھی ہری بھجن کے لئے نہیں رکھا۔ پھر موکش کیسے لے سکتا ہے؟

بانی سے پہچانیئے ساہو چور کی بات
اندر کی کرنی سب سے نکلے مُنہ کی بات

ارتھ:- سجن اور دوست ان کی باتوں سے پہچانا جاتا ہے۔

کیونکہ اُن کے اندر کا سارا حال اُس کے مُنہ سے معلوم ہوتا ہے۔

کبیرا تے نر اندھ ہیں گورو کو کہتے اور
ہری رُوٹھے گورو ٹھور ہے گورو روٹھے نہیں ٹھور

ارتھ:- کبیر جی کہتے ہیں کہ وہ نر اندھے ہیں جو گورو کو بھگوان سے چھوٹا مانتے ہیں کیونکہ بھگوان کے رُشٹ ہونے پر ایک گورو کا ہی سہارا ہوتا ہے لیکن گورو کے ناراض ہونے کے بعد کوئی ٹھکانہ نہیں رہتا۔

چھپنی چڑھے چھپن اُترے سو تو پریم نہ ہوئے
اگھٹ پریم پنجر بنے، پریم کہاوے سوئے

ارتھ:- چھپن میں چڑھے اور چھپن میں اُترے، ایسے پریم مت سمجھو جو کبھی گھٹتا نہیں۔ ہر دم نشر پر کی ہڈیوں کے ڈھانچے تک چھا جائے وہی پریم کہلاتا ہے۔

جب میں تھا تب گورو نہیں اب گورو ہے ہم ناہیں
پریم گلی اتی سانکری تا میں دو نہ سمائیں

ارتھ:- جب میرے اندر اہنکار تھا تب ایشور نہیں تھا۔ آج پرماتما ہے تو اہنکار مٹ گیا ہے یعنی پرماتما کے درشن سے اہنکار مٹ جاتا ہے۔

دیا کون پر کیجئے کا پرنِردے ہوئے
سائی کے سب جیو ہیں کیڑی کنجر دوئے

ارتھ:۔ کس پر دیا کرنی چاہیئے؟ کس پر نردیتا کرنی چاہیئے۔ کیڑی اور ہاتھی دونوں ہی پرماتما کے جیو ہیں۔

دیا بھاؤ ہردے نہیں گیان گتھے بید
تے نر نرک ہی جائینگے سُن سُن ساکھا شبد

ارتھ:۔ جن کے دِل کے اندر تو دیا نہیں اور گیان کی باتیں خُوب بناتے ہیں۔ آدمی چاہے جتنی ساکھی شبد کیوں نہ سُنے لیکن نرک ہی ملے گا۔

سب تے لگھوتائی بھلی لگھوتا سے سب ہوئے
جس دُنیا کا چندرماسیس نوے سب کوئے

ارتھ:۔ سب سے چھوٹا بن کر رہنے میں کام آسانی سے نکل جاتے ہیں۔ جیسے دوج کے چاند کو سب سر جھکاتے ہیں۔

اُونچے پانی نہ ٹِکے نیچے ہی ٹھہرائے
نیچا ہو سو بھر پیئے اُونچا پیاسا جائے

ارتھ:۔ پانی اُونچے نہیں ٹھہرتا ہے نیچے ہی ٹِکتا ہے جو نیچے کو ہوتا ہے

پیٹ بھر پانی پی لیتا ہے اور جو اُونچا کھڑا ہے وہ پیاسا ہی رہ جاتا ہے۔

دِھیرے دِھیرے رے منا دھیرے سب کچھ ہوئے
مالی سوچے سو گھڑا رُت آئے پھل ہوئے

ارتھ:۔ ہے من! سب کچھ دھیرے دھیرے ہو جائے گا۔ مالی سینکڑوں گھڑے پانی پیڑ میں دیتا ہے پر پھل رُت آنے پر لگتا ہے۔

کبیرا دِھیرج کے دھرے ہاتھی من بھر کھائے
ٹُوک ایک کے کارنے سُوان گھرے گھر جائے

ارتھ:۔ کبیر داس جی کہتے ہیں۔ دھیرج دھرنے کی خاطر ہی ہاتھی من بھر کھاتا ہے اور دھیرج نہ رکھنے کی وجہ سے کُتا ایک ایک ٹکڑے کے لئے گھر گھر مارا مارا پھرتا ہے۔

جہاں کام تہاں نام نہیں جہاں نام تہاں کام
دونوں کبہوں نہ ملے روی رجنی ایک دھام

ارتھ:۔ جس من میں کامناؤں کا سمادیش ہے وہاں ایشور نام نہیں آ سکتا۔ اور جہاں ہری کا نام ہے وہاں کامنائیں مٹ جاتی ہیں۔ جس طرح سُورج اور چندرماں نہیں مِل سکتے۔ اسی طرح جس من میں ایشور کا سمرن ہے وہاں کامنائیں نہیں رہ سکتیں۔

جب ہی نام ہردے دھریو بھیو پاپ کو ناش
مانو چنگی اگنی کی پڑی پرانی گھاس

ارتھ:- جس طرح اگنی کی چنگاری پرانی گھاس پر پڑ کر اس کو پھونک کر رکھ دیتی ہے ویسے ہی ہری نام کے جاپ سے پاپ نشٹ ہو جاتے ہیں۔

مارگ چلتے جو گرے تا کو نا ہیں دوش
کہے کبیر بیٹھا رہے تا سر کڑے کوس

ارتھ:- راستہ چلتے چلتے جو گر پڑے اس کا کچھ قصور نہیں مانا جاتا لیکن کبیر صاحب تو کہتے ہیں جو بیٹھا رہے گا اس کے سر پر تو کٹھن کوس بنے رہیں گے۔

ست بیں ہی ست باٹئی روٹی بیں کے ٹوک
کہیں کبیر تا داس کی کبہوں نہ آئے چوک

ارتھ:- جو سچائی کو بانٹتا ہے یعنی سچائی کا پرچار کرتا ہے اور روٹی میں سے ٹکڑا بانٹتا ہے۔ کبیر جی کہتے ہیں کہ اس بھگت سے بھول چوک نہیں ہوتی۔

پھل کارن سیوا کرے جتے نہ من سے کام
کہیں کبیر سیوک نہیں چہیں چوگنا دام

ارتھ:- جو آدمی اپنے دل میں خواہش کو رکھ کر سیوا کرتا ہے وہ سیوک نہیں کہلاتا۔ سیوا کے بدلے قیمت چاہتا ہے سیوا بے لاگ ہونی چاہئے۔

جہاں دیا تہاں دھرم ہے جہاں لوبھ تہاں پاپ
جہاں کرودھ تہاں پاپ ہے جہاں چھما تہاں آپ

ارتھ:- جہاں دیا ہے تہاں دھرم ہے اور جہاں لوبھ ہے وہاں پاپ ہے اور جہاں کرودھ ہوگا وہاں کال ہے اور جہاں چھما ہوتی ہے وہاں خود بھگوان ہوتا ہے۔

باہر کیا دکھلائیے انتر جاپئے رام
کہا کاج سنسار سے تجھے دھنی سے کام

ارتھ:- تجھے سنسار کے دکھاوے سے کیا کام؟ تمہیں تو اپنے بھگوان سے کام ہے۔ اس لئے گپت جاپ کر۔

چھما بڑن کو چاہئے چھوٹن کو اُتپات
کہا وشنو کو گھٹ گیو بھرگو ماری لات

ارتھ:- چھوٹے چاہے جتنا اُتپات کریں لیکن بڑوں کو چھما رکھنی چاہئے۔ وشنو کا کیا گھٹ گیا جو بھرگو نے لات ماردی۔

سُکھ کا ساگر شیل ہے کوئی نہ پاوے تھاہ
شبد بنا سادھو نہیں دریا بنا نہیں شاہ

ارتھ:۔ شیل سُکھ کا ساگر ہے جس کی تھاہ کوئی نہیں پا سکتا ایسے ہی بھگوان کے بھجن بنا سادھو نہیں ہوتا۔ جیسے دھن کے بنا شاہ نہیں کہلاتا۔

شیلونت سب سے بڑا سب رتنن کی کھان
تین لوک کی سمپدا رہی شیل میں آن

ارتھ:۔ جو شیل سبھاؤ کا ہے۔ مانو وہ سب رتنوں کی کھان ہے۔ کیونکہ تینوں لوکوں کی مایا سداچاری (شیل دھنت) میں ہی آکر بستی ہے۔

کبیرا سوپا کیا کرے اُٹھ نہ بھجے بھگوان
جم جب گھر لے جائیں گے پڑا رہیگا میان

ارتھ:۔ کبیر جی کہتے ہیں کہ پرانی کیوں سوتا ہے۔ اُٹھ بھگوان کو بھج کیونکہ جس وقت جم کے دُوت تجھے پکڑ کر لے جائیں گے تو تیرا یہ شریر میان کی طرح پڑا رہ جائے گا۔

مایا مری نہ من مرے مر مر گئے شریر
آشا ترشنا نہ مری کہہ گئے داس کبیر

ارتھ:۔ کبیر داس جی کہتے ہیں کہ انسان کا من نیز اس میں گھسی ہوئی مایا کا ناش نہیں ہوتا۔ اور اس کی اُمیدیں نیز خواہشات کبھی نشٹ نہیں ہوتیں صرف دیکھنے والا شریر ہی مرتا ہے۔ اسی کارن وہ دُکھ ساگر میں سدا غوطے کھایا کرتا ہے۔

کایا کاٹھی کال گھُن جتن جتن سوں کھائے
کایا مدھیہ ہے ایش بسے مرم نہ کاہو پائے

ارتھ:۔ شریر رُوپی کاٹھ کو کال رُوپی گھُن طرح طرح سے کھائے جا رہا ہے۔ لیکن اس شریر میں بھگوان بھی رہتے ہیں یہ بھید کوئی برلا ہی جانتا ہے۔

نیند نشانی موت کی اُٹھ کبیرا جاگ
اور رسائن چھوڑ کے نام رسائن لاگ

ارتھ:۔ کبیر جی کہتے ہیں کہ پرانی اُٹھ جاگ۔ نیند موت کی نشانی ہے۔ دُوسرے رسائنوں کو چھوڑ کر تو بھگوان کے نام رُوپی رسائن میں من لگا۔

رات گنوائی سوئے کے دِوس گنوایا کھائے
ہیرا جنم امول تھا کوڑی بدلے جائے

ارتھ:۔ رات تو سو کر گنوا دی اور دن کھا کر بتا دیا۔ یہ ہیرے جیسا انمول منش شریر کوڑیوں کے بدلے جا رہا ہے۔

ماٹی کہے کمہار سے تو کیا رُوندے موئے
ایک دن ایسا آئے گا میں رُوندونگی توئے

ارتھ:- مٹی کمہار سے کہتی ہے کہ تو مجھے کیوں رُوندتا ہے۔ ایک دِن ایسا آئے گا کہ میں تجھے رُوندوں گی۔

کال کرے سو آج کر آج کرے سو اب
پل میں پرلیہ ہوئے گی بہر کرے گا کب

ارتھ:- جو کل کرنا ہو آج کرلے اور جو آج کرنا ہے اب کرلے۔ پل بھر میں اگر پرلے ہو گئی تو پھر کب کرے گا؟

آئے ہیں سو جائینگے راجہ رنک، فقیر
ایک سنگھاسن چڑھ چلے ایک بندھے جاز نجیر

ارتھ:- جو آیا ہے وہ دُنیا سے ضرور جائے گا۔ چاہے راجہ ہو یا کنگال فقیر۔ لیکن ایک تو سنگھاسن پر جائے گا اور ایک زنجیر میں بندھا ہُوا۔ یعنی کھوٹے کام کرنے والے زنجیروں سے بندھکر جائینگے۔

دُرلبھ منش جنم ہے دیہہ نہ بار بار
ترُوور جیوں پنا جھڑے بہوری نہ لاگے ڈار

ارتھ:- یہ منش جنم بڑی مشکل سے ملتا ہے اور یہ دیہہ بار بار نہیں ملتی جسطرح پیڑ سے پتہ جھڑ جانے کے بعد پھر ڈال سے نہیں لگ سکتا۔

جو توں کو کانٹا بوے تاہیں بوئے تو پھول
تو کوں پھول کے پھول ہیں واکوں ہیں ترشول

ارتھ:- جو تیرے لئے کانٹے بوئے تو اُس کیلئے پھول بو تجھے پھول کے پھول ملیں گے اور اُسے ترشول مانند تیز کانٹے ملیں گے۔

مایا چھایا ایک سی بِرلا جانے کوئے
بھگتاں کے پاچھے لگے سنمکھ بھاگے سوئے

ارتھ:- مایا اور چھایا ایک جیسی ہیں اِسے کوئی ہی جانتا ہے۔ یہ بھاگنے والوں کے پیچھے ہی بھاگتی ہے اور جو سامنے کھڑا ہو کر سامنا کرتا ہے تو وہ خود ہی بھاگ جاتی ہے۔

جہاں آپ تہاں آپدا جہاں سنشے تہاں راگ
کہہ کبیر یہ کیوں مٹے، چاروں وا ردھ روگ

ارتھ:- جہاں آدمی میں گھمنڈ ہو جاتا ہے اس پر مصیبتیں آنے لگ جاتی ہیں۔ اور جب سندیہہ ہوتا ہے تب رنج اور چنتا ہوتی ہے۔ کبیر جی کہتے ہیں کہ یہ چاروں روگ کیسے مٹ سکتے ہیں۔

مانگن مرن سمان ہے مت کوئی مانگیو بھیک
مانگن تے مرنا بھلا، یہ ستگورو کی سیکھ

ارتھ:- مانگنا مرنے کے برابر ہے اسلئے کسی سے بھیک مت مانگو۔ ست گورو کہتے ہیں (شکشا ہے) کہ مانگنے سے مرجانا بہتر ہے۔

دُربل کو نہ ستائیے جاکی موٹی ہائے
بنا جیو کی سوانس سوں لوہ بھسم ہو جائے

ارتھ:- کمزور کو کبھی نہیں ستانا چاہئے جس کی ہائے بہت بڑی ہوتی ہے۔ بنا جیو کی دھونکنی کے سانس سے لوہا بھی بھسم ہو جاتا ہے۔

آوت گاری ایک ہے اُلٹت ہوئے انیک
کہے کبیر نہیں اُلٹیئے وہی ایک کی ایک

ارتھ:- گالی آتے ہوئے ایک ہوتی ہے لیکن اُلٹنے پر بہت ہو جاتی ہیں۔ کبیر جی کہتے ہیں کہ گالی کے بدلے میں اگر اُلٹ کر گالی نہیں دوگے تو ایک کی ایک ہی رہے گی۔

کبیرا یہ تن بات ہے سکے تو ٹھور لگا
کہ سیوا کر سادھ کی کہ گووند گُن گائے

ارتھ:- کبیرا یہ تن جا رہا ہے۔ اِسے ٹھکانے لگا سکے۔ یعنی سارا جیون بیکار جا رہا ہے اسے سنت سیوا اور گووند کا بھجن کر کے اچھا بنا لے۔

گاری سے ہی اُپجے کلہہ، کشٹ اور موچ
ہری چلے سو سادھ ہیں لاگی چلے سو نیچ

ارتھ:- گالی سے ہی کلہہ، دُکھ اور موت پیدا ہوتی ہے جو گالی سُن کر ہار مان کر چلا جائے اُسے سادھو جانو۔ یعنی وہی سجن پُرش ہے۔ اور جو گالی کے بدلے میں گالی دینے لگ جاتا ہے وہ نیچ ہے۔

کتھا کیرتن کل وِشے بھو ساگر کی ناؤ
کہے کبیر جگت میں نا ہیں اور اُپائے

ارتھ:- کبیر جی کہتے ہیں کہ اِس سنسار رُوپی بھو ساگر سے پار اُترنے کے لئے کتھا کیرتن کی ناؤ چاہئے۔ اِس کے سوا پار اُترنے کے لئے اور کوئی اُپائے نہیں۔

کیا بھروسہ دیہہ کا بِنس جائے چھِن ماہہ
سانس سانس سمرن کرو اور بتن کچھ ناہہ

ارتھ:- اِس شریر کا کیا وشواس ہے۔ یہ پل پل میں مِٹتا جا رہا ہے۔ اِس لئے اپنے ہر سانس پر ہری سمرن کرو۔ اور کوئی اُپائے نہیں۔

آیا تھا کس کام کو تُو سویا چادر تان

سُرت سنبھال اے غافلہ اپنا آپ پہچان

ارتھ :- کبیر جی کہتے ہیں کہ اے غافل! تُو چادر تان کر سو رہا ہے اپنے ہوش ٹھیک کر اور اپنے آپ کو پہچان۔ تُو کس کام کے لئے آیا تھا اور تُو کون ہے؟

ایسی بانی بولیئے من کا آپا کھوئے

اورن کو شیتل کرے آپا شیتل ہوئے

ارتھ :- من سے گھمنڈ کو بسار کر ایسی بانی بولنی چاہیئے جو دوسروں کو شیتل کرے۔ اور منش آپ بھی شانت ہو جائے۔

آشا کا ایندھن کرو، منشا کرو ببھوت

جوگی پھیرو یوں پھرو تب بن آوے سُوت

ارتھ :- کبیر جی کہتے ہیں کہ اے جوگی! تُو اپنی آشا اور ترشنا کو پھونک کر راکھ کر کے پھیری کر۔ تب سچے جوگی بن سکو گے۔

تیرا سائیں تجھ میں ہے جیوں پھولن میں باس

کستوری کا ہرن جیوں پھر پھر ڈھونڈت گھاس

ارتھ :- کبیر جی کہتے ہیں کہ ہے منش! تیرا سوامی بھگوان تیرے اندر اُسی طرح ہے جیسے پھولوں میں خوشبو۔ پھر بھی تو جس طرح کستوری والا ہرن اپنے اندر چھپی کستوری کو اگیان کی گھاس میں ڈھونڈتا ہے اسی طرح تُو بھی ایشور کو اپنے سے باہر کھوج رہا ہے۔

کہتا تو بہتے ملے، گہتا ملا نہ کوئے

سو کہتا وہ جان دے جو نہیں گہتا ہوئے

ارتھ :- کہنے والے تو بہت سے ملے لیکن اصل بات کو سمجھنے والا کوئی نہیں۔ تو اُس کے کہنے پر چلنا بھی بیکار ہے۔

جہاں گاہک تہاں ہوں نہیں تہاں گاہک ہیں نانہہ

بن دیکھے بھرمت پھرے پکڑی شبد کی چھانہہ

ارتھ :- کبیر جی کہتے ہیں کہ جس جگہ گاہک ہیں وہاں میں نہیں ہوں۔ یعنی میری بات کو ماننے والے نہیں ہیں۔ لوگ بنا گیان کے بھرمتے پھرتے ہیں۔

دس دوار کا پنجرہ، تا میں پنچھی پون

رہے کو اچرج ہے، گئے اچنبھا کون

ارتھ :- یہ شریر دس دروازوں کا پنجرہ ہے۔ اس میں آتما ہوا نام کا پنچھی ہے۔ ہمیں اس کے پنجرے میں رہنے سے اچنبھا ہوتا ہے۔

اگر اِس شریر سے نِکل جاوے تو کیا اچنبھا ہے۔ یعنی اِنسان کی مَوت کوئی اچنبھے کی بات نہیں۔

سمجھائے سمجھے نہیں پر ہاتھ آئے بکائے
مَیں کھینچت ہُوں آپکے تُو چلا یم پور جائے

ارتھ:۔ کبیر جی کہتے ہیں کہ میں تجھے اپنی طرف کھینچتا ہُوں۔ لیکن تُو دُوسروں کے ہاتھ بِکا جا رہا ہے اور یم پور کی اور جا رہا ہے۔ میرے اِتنے سمجھانے پر بھی تُو نہیں سمجھتا۔

تن بوہت من کاگ ہے لکھشن پوجن اُڑجات
کبہُوں کے بھرم اگم دئی، کبہُوں لگن سیام

ارتھ:۔ اِنسان کا شریر بہان کے سمان ہے اور من باغ کے سمان ہے کہ کبھی تو ندی میں غوطے مارتا ہے اور کبھی آکاش میں جا کر اُڑنے لگتا ہے۔

سمرن سے من لائیے جیسے پانی مین مین
پران تجے چھن بِچھڑے سنت کبیر کہہ دین

ارتھ:۔ کبیر جی کہتے ہیں کہ جیسے مچھلی جل سے ایک چھن کے لئے بچھڑ جاتی ہے تو اُسے چین نہیں پڑتا۔ ایسے ہی سب کو ہر وقت بھگوان کے سمرن میں لگنا چاہیئے۔

سونا سجّن، سادھ جن ٹُوٹ جُڑے سَو بار
دُرجن کمبھ کمہار کے ایسے دھکا دار

ارتھ:۔ سونا اور سادھو دونوں اچھے ہیں۔ یہ سینکڑوں بار ٹُوٹتے اور جُڑتے ہیں۔ لیکن وہ بُرے ہیں۔ جو کمہار کے مٹکے کی طرح ایک بار ٹُوٹ کر نہیں بنتے۔ یعنی جو اچھے ہیں وہ دُکھ کے وقت بھی ویسے ہی رہتے ہیں اور بُرے دُکھ کے وقت اپنے کو کھو بیٹھتے ہیں۔

راس پرائی راکھتا کھایا گھر کا کھیت
اورن کو پر بودھتا، مُکھ میں پڑا ریت

ارتھ:۔ تُو دُوسروں کی رکھوالی کرتا ہے اور اپنے گھر کی نہیں یعنی تُو دُوسروں کو گیان سکھاتا ہے اور خود کیوں پرماتما کا بھجن نہیں کرتا۔

تب لگ تارا جگمگے جب لگ اُگے نہ سُور
تب لگ جیون جگ کرم وِش جیوں لگ گیا سُور

ارتھ:۔ جب تک سُورج اُودے نہیں ہوتا تب تک تارا چمکتا رہتا ہے۔ اِسی طرح جب تک جیو کو پُورا گیان حاصل نہیں ہوتا۔ تب تک وہ جیو کرم کے وش میں ہوتا ہے۔

آگ جو لاگی سمُندر میں دُھواں نہ پرگٹ ہوئے
سو جانے جو جر مُوا جا کی لائی ہوئے

ارتھ - جب من میں پریم کی اگنی لگ جاتی ہے۔ تو اور اُسے کیا جانے - اُسے تو وہی جانتا ہے۔ جس کے من میں اگنی لگی ہے۔ اور یا آگ لگانے والا جانتا ہے۔

بلہاری وا دُودھ کی جا میں نکسے گھیو
آدھی ساکھی کبیر کی چار وید کو جیو

ارتھ - کبیر جی کہتے ہیں کہ میری آدھی ساکھی چاروں ویدوں کی جان ہے - میں کیوں نہ اس دُودھ کا سنمان کروں جس میں سے گھی نکلے - اسی طرح میری آدھی ساکھی چاروں ویدوں کا نچوڑ ہے۔

سب آئے اس ایک میں ڈال پات پھل پھول
کبیرا پیچھے کہہ رہا گہہ پکڑا جب مُول

کبیر جی کہتے ہیں کہ جڑ ہی سے ڈال پات اور پھل پھول لگتے ہیں - جب جڑ ہی پکڑ لو تو سب چیزیں آ جاتی ہیں - یعنی ایشور کا بھروسہ کرو۔

سمرن کی سُدھ یُوں کرو جیوں گاگر پنہار
ہالیں ڈولے سُرت میں کہیں کبیر وچار

ارتھ - کبیر جی فرماتے ہیں کہ جیسے پانی والی کا ہر وقت گاگر میں ہی دھیان رہتا ہے۔ اسی طرح تم بھی ہر وقت اُٹھتے بیٹھتے ایشور میں من لگاؤ۔

اُونچے کُل میں جنمیاں کرنی اُونچ نہ ہوئے
سورن کلش سُرا بھری سادھو نندا سوئے

ارتھ - اگر سونے کے کلش میں شراب ہے تو سب اُسے بُرا کہیں گے - اس طرح اگر کوئی اُونچ کُل میں پیدا ہو کر بُرا کرم کرے تو وہ بھی بُرا ہوتا ہے۔

کبیرا خالق جاگیا اور نہ جاگے کوئے
جاکے وِشے وِش بھرا اس بندگی ہوئے

ارتھ - کبیر جی کہتے ہیں کہ اس سنسار میں یا تو پرماتما جاگتا ہے یا ایشور کا بھجن کرنے والا اور یا پاپی جاگتا ہے - اور کوئی نہیں جاگتا - اگر پاپوں سے چھٹکارہ چاہتے ہو تو بھگوان کا سمرن کرو۔

تیرتھ گئے تے ایک پھل سنت ملے پھل چار
ستگورو ملیں انیک پھل کہیں کبیر وچار

ارتھ۔ کبیر جی کہتے ہیں کہ تیرتھ کرنے سے ایک پھل ملتا ہے اور سنت سیوا سے چار پھل۔ اگر بھگوان مل جاویں تو سارے پدارتھ مل جاتے ہیں۔ اور کسی چیز کی خواہش نہیں رہتی۔

زہر کی زمیں میں ہے روپیہ امرت سینچے سو بار
کبیر اخلق نا تجے جا میں جون وچار

ارتھ۔ ہے کبیر! سنسار میں جس نے کچھ سوچ وچار رکھا ہے وہ ایسے نہیں چھوڑتا۔ اُن سے تو پہلے ہی اپنی زمین میں وِش دے کر تھا نولہ بنایا ہے۔ اب اگر امرت سینچتا ہے تو کیا فائدہ؟

یہ مایا ہے چوہڑی اور چوہڑا کی جو
باپ پوت اُرجھائے کے سنگ نہ کاہو کے ہو

ارتھ۔ کبیر جی فرماتے ہیں کہ یہ مایا برہما بھنگی کی جورو ہے اس نے برہما اور جیو دونوں باپ بیٹے کو اُلجھا رکھا ہے۔ مگر ساتھ ایک کا بھی نہیں دیتی ہے۔ تم کو بھی اس کے دھوکے میں نہیں آنا چاہیئے۔

سنگھ اکیلا بن رہے پلک پلک کرے دُور
جیسا بن ہے آپنا تیسا بن ہے اور

ارتھ۔ جس طرح شیر جنگل میں اکیلا رہتا ہوا پل پل دوڑتا رہتا ہے۔ اسی طرح من روپی شیر شریر میں رہتے ہوئے بھی گھومتا پھرتا ہے۔

جو جن بھیگے رام رس بگت کہوں نہ رُوکھ
انو بھو بھاؤ نہ درسے تے نر دُکھ نہ سُکھ

ارتھ۔ جس طرح سوکھا پیڑ نہیں پھلتا۔ اسی طرح رام کے بنا کوئی پھل پھول نہیں پکتا۔ جن کے من میں رام نام کے سوا دُوسرا بھاؤ نہیں ہے۔ اُس کا دُکھ سُکھ کا بندھن نہیں۔

کبیر اجات پکار یا چڑھ چندن کی ڈار
بات لگائے نہ لگے پھر کیا لیت ہمار

ارتھ۔ کبیر جی فرماتے ہیں کہ میں نے چندن کی ڈالی پر چڑھ کر بہت سے لوگوں کو پکار کر ٹھیک راستہ بتایا۔ لیکن جو ٹھیک راستہ پر نہیں آتا۔ وہ نہ آوے۔ ہمارا کیا لے گا۔ آپ دُکھ بھوگے گا۔

دان دیئے دھن نہ گھٹے ندی نہ گھٹے نیر
اپنی آنکھوں دیکھ لو یُوں کتھ کہے کبیر

ارتھ۔ کبیر جی فرماتے ہیں کہ تم غور سے دیکھو کہ ندی کا پانی پینے سے کم نہیں ہوتا۔ اور دان دینے سے دھن نہیں گھٹتا۔

جو جانو جیو اپنا کرہو جیو کو سار
جیئرا ایسا پاہونا ملے نہ دُوجی بار

ارتھ۔ اگر تم یہ سمجھتے ہو کہ یہ جیو ہمارا ہے تو اسے رام نام سے بھر دو۔ کیونکہ یہ ایسا مہمان ہے جو پھر ملنا مشکل ہے۔

مَیں روؤں سب جگت کو موکو روے نہ کوئے
موکو روے سو جنا جو شبد وِوے کی ہوئے

ارتھ۔ کبیر جی فرماتے ہیں کہ میں تو سب کو روتا ہوں لیکن میرا درد کسی کو نہیں۔ میرا درد وہی دیکھ سکتا ہے جو میرے شبد کو سمجھے۔

جگ میں بیری کوئی نہیں جو من شیتل ہوئے
یہ آپا تو ڈال دے دیا کرے سب کوئے

ارتھ۔ اگر تمہارے من میں شانتی ہے تو سنسار میں تمہارا کوئی بیری

نہیں۔ اگر تو گھمنڈ کرنا چھوڑ دے تو سب تیرے اُوپر دیا کریں گے۔

ایک کہُوں تو ہے نہیں دُوجا کہُوں تو گار
ہے جیسا تیسا ہی رہے کہیں کبیر وچار

ارتھ۔ میں اُسے ایک کہُوں تو سب جگہ دیکھتا ہے اور اگر دو کہُوں تو برائی ہے۔ ہے کبیر! بس سوچکر یہی کہتا ہُوں کہ جیسا ہے تیسا ہی رہ۔

مُورکھ مُوڑھ کو کر میاں نکھ سکھ پاکھر آہیں
بندھن ہارا کا کرے جب باندھ نہ لاگے تاہیں

ارتھ۔ جس آدمی کو سمجھانے سے اور پڑھانے سے بھی کچھ گیان نہ ہوا ایسے مُنش کو سمجھانا ہی اچھا نہیں کیونکہ تمہاری باتوں کا اس پر اثر نہیں ہوگا۔

کُٹل بچن سب سے بُرا جو کرے تن چھار
سادھو بچن جل رُوپ ہے برسے امرت دھار

ارتھ۔ کٹھور شبد تن کو جلا کر راکھ کر دیتا ہے اس لئے بہت بُرا ہے اور نہیں کہنا چاہئے۔ اور سادھو کی بات پانی کی طرح ہے۔ اس سے امرت دھار برستی ہے۔ جس سے کہ دُوسروں کو فائدہ پہنچتا ہے۔

لوگ بھروسے کون کے بیٹھے رہے اُرگائے
جیئر ہی لُوٹت جم پھرے بھڑوا لُٹے قصائے

ارتھ۔ جیسے میندھے کو قصائی مار ڈالتا ہے اسیطرح جیو کو جم مارنے کی گھات میں لگا رہتا ہے۔ پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ لوگ کس کے بھروسے غافل بیٹھے ہوئے ہیں۔ وہ کیوں نہیں گورو سے شکشا اور بچنے کا اُپائے پراپت کرتے۔

کلی کھوٹا جگ آندھرا شبد نا مانے کوئے
چاہے کہُوں ست آئینہ سو اُٹھ بیری ہوئے

ارتھ۔ اگر کلیُگ چھوٹا ہے اور سارا جگ اندھا ہے میری بات کو نہیں مانتا جس کو بھلی بات بتاتا ہُوں وہ میرا بیری ہو جاتا ہے۔

اپنے اپنے سیکھ کی سب ہی لیتی مان
ہری کی بات دُرنتری پُوری نا کہُوں جان

ارتھ۔ ہری کا بھید پانا نہایت مشکل ہے کوئی بھی نہیں جان سکتا۔ بس جس نے یہ جان لیا کہ میں سب جان گیا میرے برابر اب سنسار میں کون ہے۔ اسی گھمنڈ کے بس میں ہو کر وہ ستو کتا سے ہر ایک محروم ہی رہ گیا۔

ہیرا تہاں نہ کھولیے جہاں کنجڑوں کی ہاٹ
باندھا چُپکی پیڑی لاگیہوں اپنی باٹ

ارتھ۔ اپنے ہیروں کو کنجڑوں کے بازار میں کیوں کھولتے ہو وہ بھلا انکی قیمت کیا جانے بس اسی میں بھلائی ہے کہ چپکے سے اپنی پوٹلی باندھکر اپنے راستہ پر چل دو یعنی اپنی نصیحت لاپرواہوں کو دے کر اپنا وقت کیوں گنواتے ہو جب تم قدردان نہیں پاتے تو اپنی بیش قیمت نصیحت کو گانٹھ میں باندھو اور اپنا کام کرو۔

جو تُو چاہے مُکت کو چھوڑ دو سب آس
مُکت ہی جیسا ہی رہے سب کچھ تیرے پاس

ارتھ۔ ایشور کا کہنا ہے کہ اگر تو مُکتی چاہتا ہے تو میرے سوا سب آس چھوڑ دے اور مجھ جیسا ہو جا پھر تجھے کوئی پرواہ نہ رہے گی۔

بھُوکا بھُوکا کیا کرے کہا سُناوے لوگ
بھاڈا کھڑا اجن مُکھ دیا سوئی پُورن جوگ

ارتھ۔ تُو اپنے آپ کو بھُوکا کہکر کیا سناتا ہے لوگ کیا تیرا پیٹ بھر دیں گے یاد رکھ جس پرماتما نے تجھے منہ اور شریر دیا ہے وہ تیرا کام پُورا کرے گا۔

بازیگر کا باندرا ایسا جیو من کے ساتھ
نانا ناچ دکھائے کر راکھے اپنے ہاتھ

ارتھ۔ جس طرح بازیگر اپنے بندر سے طرح طرح کے ناچ دکھا کر اپنے ساتھ رکھتا ہے اسیطرح من بھی جیو کے ساتھ ہے وہ بھی جیو کو اپنے اشارے پر چلاتا ہے۔

اوگن کہوں شراب کا آپا احمق ہوئے
مانش سے پشوا کرے، دام گانٹھ سے کھوئے

ارتھ۔ تم سے شراب کی برائی کرتا ہوں کہ شراب پی کر خود پاگل ہوتا ہے مورکھ اور جانور بنتا ہے۔ اور جیب سے رقم بھی لگتی ہے۔

سائیں آگے ساچ ہے سائیں ساچ سہائے
چاہے بولے کیس رکھ چاہے گھوٹ مُنڈائے

ارتھ۔ پرماتما سچائی کو پسند کرتا ہے۔ چاہے تم جٹا بڑھا کر سچ بولو اور چاہے سر منڈوا کر۔

سوتا سادھو جگائیے کرے نام کا جاپ
یہ تینوں سوتے بھلے سانکت، سنگھ اور سانپ

ارتھ۔ اگر سادھو سوتا ہو تو اُسے جگانا چاہیئے تاکہ بھجن کرے اور ادھرمی، سنگھ اور سانپ کو نہیں جگانا چاہیئے۔ کیونکہ یہ تینوں اُٹھتے ہی لوگوں کو دُکھ دیتے ہیں۔

سنت پُرش کی آرسی سنتوں ہی کی دیہہ
لکھا جو چاہے الکھ کو اُنہیں میں لکھ لیہہ

ارتھ۔ سنتوں کا شریر شیشے کی طرح صاف ہوتا ہے ان کے من میں ایشور دکھائی دیتا ہے۔ اگر تو ایشور دیکھنا چاہتا ہے تو اُن میں ہی دیکھ لے۔

لیک پرانی تجت ہیں کائر، کُٹل، کپوت
لیک پُرانی پر رہیں، شائر، سنگھ، سپوت

ارتھ۔ پُرانے راستے کو کائر، دھوکے باز اور نالائق سنتان چھوڑ دیتی ہے لیکن چتر، شیر اور لائق بچے اپنا پُرانا طریقہ نہیں چھوڑتے اور اس طرح چلتے ہیں جس میں کچھ فائدہ ہو۔

کھیت نہ چھوڑے سُورماں جُجھے دو دل ماہیہ
آشا جیون مرن کی من میں راکھے ناہیہ

ارتھ۔ جو بلوان ہے وہ دو سینا کے بیچ میں بھی لڑتا رہے گا۔ اُسے اپنے مرنے جینے کی چنتا نہیں۔ وہ میدان چھوڑ کر نہیں بھاگے گا۔

وید مُوا، روگی مُوا، مُوا سکل سنسار
ایک کبیرا نا مُوا، جیہی کے رام آدھار

ارتھ۔ کبیر جی فرماتے ہیں کہ بیمار مر گیا اور جس وید کا اُسے سہارا تھا وہ بھی مر گیا۔ یہاں تک کہ کُل سنسار مر گیا۔ لیکن وہ نہ مرا جسے رام کا آسرا تھا۔ اس لئے ہے جیو۔ ہر سمے بھگوان کا سمرن کر۔ بھگوان کے سمرن سے ہی موکھش پراپت ہوگا۔

سائیں سے سب ہوت ہے بندے سے کچھ ناہیں
رائی سے پربت کرے پربت رائی ماہیں

ارتھ- ایشور جو چاہے کر سکتا ہے بندہ کچھ نہیں کر سکتا۔ ایشور رائی کو پہاڑ اور پہاڑ کو رائی بنا سکتا ہے یعنی بڑے کو چھوٹا اور چھوٹے کو بڑا کر سکتا ہے۔

کچے بھانڈے سے رہے جیوں کمہار کا نیہہ
بھیتر سے رکشا کرے، باہر چاہئے دیہہ

ارتھ- جس طرح کمہار کچے برتن کو بہت دھیان اور پریم سے باہر سے تھپتھپاتا اور اندر سے سہارا دیتا ہے اسی طرح گورو کو چیلے کا دھیان رکھنا چاہئے۔

پریم بھاؤ اک چاہئے بھیش بن کو جائے
چاہے گھر میں باس کر چاہے بن کو جائے

ارتھ- چاہے کوئی لاکھ طرح کے بھیس بدلے۔ چاہے گھر رہے چاہے بن میں جائے۔ لیکن صرف ایک پریم بھاؤ ہونا چاہئے۔

گرو بھ یو گیشور گورو بنا لاگا ہر کا سیو
کہے کبیر بیکنٹھ سے پھیر دیو سکدیو

ارتھ- اگر کسی نے اپنا گورو تو بنایا نہیں اور جنم سپھل ہی ہری سیوا میں لگا ہوا ہے تو اسے شکدیو کی طرح بیکنٹھ سے واپس آنا پڑے گا۔

حد چلے تو مانوا، بید چلے سو سادھ
حد بے حد دونوں تجے تا کو مت اگادھ

ارتھ- جو آدمی سیما تک کام کرتا ہے وہ آدمی ہے جو سیما سے زیادہ کام کے لئے گیان بڑھائے وہ سادھو ہے اور جو سیما سے زیادہ کام کرتا ہے اس کا گیان بہت زیادہ ہوتا ہے۔

ہری بھگت سائل بھے مٹی ماہ کی تاپ
نس باسر سکھ ندھی لہا آن پرگٹا آپ

ارتھ- ایشور کا نام لینے سے جب آتما کو شانتی ہو گئی اور موہ مایا کی آگ دور ہو گئی۔ رات دن سکھ میں گذرنے لگی اور دل میں ایشور کا روپ دیکھنے لگا۔

سادھو، ستی اور سورماں ان کی بات اگادھ
آشا چھوڑیں دیہہ کی تن میں انھک سادھ

ارتھ- سادھو، ستی اور سورماں کی باتیں نیاری ہیں۔ یہ اپنے جیون کی پرواہ نہیں کرتے۔ اس لئے ان میں سادھن بھی زیادہ ہے۔

کبیر سب جگ نردھنا، دھنونتا نہیں کوئے
دھنونتا سوئی جانیئے جاہی رام نام دھن ہوئے

ارتھ- کبیر صاحب کہتے ہیں کہ سارا جگت غریب اور نردھن ہے۔ دھنی وہی ہے جس کے پاس رام نام کا دھن ہے۔

یعنی رام کا کیرتن کرتا ہے وہی دھنوان ہے۔

ہنسا موتی بکنیا، کنچن تھال بھرائے
جو جس مرگ نہ جانے ساتس کہا کرائے

ارتھ۔ سونے کے تھال میں موتی بھرے ہوئے بک رہے ہیں مگر جوان کی قدر نہیں جانتے وہ کیا کریں ان کو تو ہنس روپی جوہری ہی لے سکتا ہے۔

ایک تے انت انت ایک ہو آئے
ایک سے پرچے بھیا ایک باہیں ہو آئے

ارتھ۔ ایک سے بہت ہو گئے۔ اور پھر سب ایک ہو جاؤ گے جب تم اس بھگوان کو جان لو گے تو تم بھی ایک ہی میں مل جاؤ گے۔

کیتک دِن ایسے گئے اَن رُوچے کا نیہہ
اوسر بوئے اُپجے نہیں دھن برسے میہہ

ارتھ۔ بنا پریم کی بھگتی کے سال بیت گئے تو ایسی بھگتی سے کیا فائدہ؟ جیسے بنجر بھومی میں بونے سے بیدا نہیں ہوتا چاہے کتنا مینہہ برسے۔ اسی طرح بنا پریم کی بھگتی کا پھل نہیں ہوتا۔ اس لئے ہر منش کو برتے پریم اور شردھا سے پربھو بھگتی کرنی چاہئے۔ یہی منش جنم کا لابھ ہے

پریم سے بولو جے بھگوان

بہترین کتابیں

بھگت مال ۲ دو روپے
یوگ اور ششٹ تین ۳ روپے
۲ دو پرگرن
سوامی رام تیرتھ ۲/۸/- روپے
مجلد
جنم ساکھی گورو نانک دیو جی
پانچ روپے
رشی کیش کا مہاتما
۱/۸/- ایک روپیہ
دیوانی گوپیاں ایک روپیہ
بھرتری ویراگ شتک
دو ۲ روپے
شیو سروے ۱/۸/- روپیہ

کبیر بھجن مالا ۱/۴/- ایک روپیہ
یوگ آسن ۱/-/- ایک روپیہ
ایکادشی مہاتم ۲ دو روپے
گرڑ پوران ۲/۸/- روپے
مہابھارت مکمل پانچ روپے
درگا پاٹھ چنڈی شتکی ۳ روپے
بھگتی ساگر کلاں تین روپے
پریم ساگر کلاں چار روپے
کارتک مہاتم ایک روپیہ

نوٹ پہلے رقم منی آرڈر کرنا ہوگا
کوڈا کا خرچ نہیں لگایا جائے گا۔

موہن لال مالک چاند بکڈپو کھاری باؤلی دہلی

ست جگ کا انتظار کرنیوالو بھگوت گیتا کا پاٹھ کرو

شریمد بھگوت گیتا

آسان وسلیس ترجمہ مع شلوک سنسکرت بحروف اُردو

جوکہ بھگوان گنگا دھر تلک کی گیتا سے کیا گیا ہے

اِس گیتا میں ستوتر۔ بھجن اور آرتیاں بھی دی گئی ہیں

لکھائی چھپائی دیدہ زیب۔ کاغذ بڑھیا

قیمت مُجلد صرف پانچ روپے

بغیر مہاتم و آرتیاں چار روپے

پیشگی رقم منی آرڈر ارسال کرنے والوں کو محصول ڈاک نہیں لگایا جاویگا

وہ اصحاب صرف قیمت ہی ارسال کریں

ملنے کا پتہ

موہن لال پروپرائیٹر چاند بکڈپو کھاری باؤلی دہلی